تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

08

www.tanzeem.org

30 جمادی الاُخریٰ تا 6 رجب 1441ھ / 25 فروری تا 2 مارچ 2020ء

غزوۂ بدر سے قبل آٹھ مہمات

مدینہ میں اپنی پوزیشن مستحکم بنانے کے بعد آپ ﷺ نے راست اقدام (Active Resistance) کا آغاز کرتے ہوئے چھوٹے چھوٹے چھاپہ مار قسم کے گروپ بھیجنے شروع کر دیے۔ غزوۂ بدر سے پہلے آپ ؐ نے ایسی آٹھ مہمات روانہ کیں، جن میں سے چار میں حضور ﷺ خود بھی شریک ہوئے اور چار میں آپ ؐ شریک نہیں ہوئے۔ لہٰذا ان مہمات میں سے چار غزوات اور چار سرایا کہلاتی ہیں۔ اس عرصے میں مکہ والوں کی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ یعنی اب جو initiative لیا گیا وہ حضور ﷺ کی طرف سے لیا گیا۔ افسوس! اس بات کو چھپانے کے لیے ہمارے ہاں سیرتِ نبوی ؐ میں تحریف کی گئی ہے۔ اس لیے کہ جس طرح آج کل مغربی میڈیا پروپیگنڈا کرتا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے، اسلام تو خونی مذہب ہے، اسلام دہشت گردی کا درس دیتا ہے، اسی طرح جب یورپ کی استعماری طاقتیں عالم اسلام پر قابض ہوئیں تو مستشرقین نے اسلام کے خلاف اسی طرح کا زہریلا پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ اس پر ہمارے مصنفین نے معذرت خواہانہ (apologetic) انداز اختیار کیا کہ نہیں نہیں، حضور ﷺ نے کوئی جنگ خود شروع نہیں کی تھی، یہ تو حضور ﷺ نے اپنے دفاع میں جنگیں کی تھیں۔ حالانکہ یہ بات سو فیصد جھوٹ ہے۔ مکہ کے پُرسکون تالاب میں بھی ہلچل حضور ﷺ نے پیدا کی تھی

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادیؑ
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی!

رسولِ انقلاب ؐ کا طریقِ انقلاب
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

......کہیں لوزان III نہ ہو جائے!

ویلنٹائن ڈے: سوشل وائرس

مطالعہ کلام اقبال (152)

کرونا وائرس اور خواتین مارچ

یہ اعمالِ بد کی ہے پاداش!

جہاد فی سبیل اللہ

مومنین کی صفات: تزکیۂ نفس اور شرم گاہوں کی حفاظت

الھدیٰ (891)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ الحَجّ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 04 تا 06

وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِفُرُوۡجِہِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۙ﴿۵﴾
اِلَّا عَلٰۤی اَزۡوَاجِہِمۡ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُمۡ فَاِنَّہُمۡ غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ ۚ﴿۶﴾

آیت ۴ ﴿وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ ﴿۴﴾﴾ ''اور وہ جو ہر دم اپنے تزکیے کی طرف متوجہ رہنے والے ہیں۔''

یہ کامیاب و بامراد اہل ایمان کا تیسرا وصف بیان ہوا۔ یہاں ''زکوٰۃ'' کا لفظ اصطلاحی معنی میں نہیں بلکہ اپنے لغوی معنی میں آیا ہے اور اس سے مراد تزکیۂ نفس ہے۔ اس لیے کہ یہ ابتدائی مکی دور کی سورت ہے اور اُس وقت تک زکوٰۃ ادا کرنے کا ابھی کوئی تصور نہیں تھا۔ ویسے بھی قرآن حکیم میں زکوٰۃ کے ساتھ عموماً لفظ ''ایتاء'' آتا ہے۔ چنانچہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے مؤمن بندے ہمہ وقت‘ ہمہ تن اپنے نفس کے تزکیے کے لیے کوشاں اور اپنے دامن کے داغ دھبے دھونے کے بارے میں فکرمند رہتے ہیں۔

آیت ۵ ﴿وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِفُرُوۡجِہِمۡ حٰفِظُوۡنَ ﴿۵﴾﴾ ''اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

آیت ۶ ﴿اِلَّا عَلٰۤی اَزۡوَاجِہِمۡ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُمۡ فَاِنَّہُمۡ غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ ﴿۶﴾﴾ ''سوائے اپنی بیویوں یا اپنی لونڈیوں کے‘ تو ایسے لوگوں پر کوئی ملامت نہیں۔''

ان کا چوتھا وصف یہ بیان ہوا کہ وہ صرف جائز طریقے سے اپنی جنسی خواہش پوری کرتے ہیں اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ یعنی جنسی جذبہ فی نفسہٖ بُرا نہیں‘ بلکہ برائی اس کے غلط استعمال میں ہے۔ اسلام کے سوا دوسرے مذاہب میں تجرد کی زندگی بسر کرنا اور اپنے جنسی جذبہ کو‘ جو فطرت اور جبلّت میں ایک نہایت قوی جذبہ ہے‘ کچلنا ایک اعلیٰ ترین روحانی قدر قرار دیا جاتا ہے‘ جبکہ اسلام دین فطرت ہے‘ چنانچہ وہ اس فطری و جبلی جذبہ کو بالکلیہ کچلنے اور دبانے کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔ اس کا منشا و مدعا یہ ہے کہ اس جذبہ کی تسکین کے لیے جائز اور حلال راہیں اختیار کی جائیں۔ نکاح کو اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے اپنی سنتوں میں سے ایک سنّت قرار دیا ہے۔ چنانچہ یہاں جنسی تسکین کے جائز راستوں کے لیے ''غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ'' کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

فرمان نبویؐ

توکل کا ثمر

عَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَوْ اَنَّکُمْ تَتَوَکَّلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ حَقَّ تَوَکُّلِہٖ لَرَزَقَکُمْ کَمَا یَرْزُقُ الطَّیْرَ، تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا)) (مسند احمد)

حضرت عمر ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اللہ پر بھروسا کرو جیسا کہ بھروسا کرنے کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کو خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو شکم سیر واپس آتے ہیں۔''

تشریح: جس طرح پرندے صبح کے وقت خالی پیٹ رزق کی تلاش میں نکلتے ہیں اور شام کو فرحاں و شاداں اپنے گھونسلوں کو لوٹتے ہیں‘ اسی طرح مسلمانوں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ زندگی کے ہر میدان میں محنت و مشقت سے کام لیں مگر بھروسا اللہ تعالیٰ پر کریں تو ان کی کامیابی یقینی ہو جائے گی۔ امن کی حالت ہو یا جنگ کی کیفیت‘ صحت و سلامتی ہو یا مرض اور شفاء ان کا بھروسا صرف اور صرف خالق کائنات پر ہونا چاہیے۔

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

......کہیں لوزان III نہ ہو جائے!

اگر بیسویں صدی میں یورپ اور عیسائی دنیا کی سیاسی اور عسکری پالیسیوں کا جائزہ لیا جائے تو اُردو کے محاورے ’’ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ‘‘ کی حقانیت ثابت ہو جاتی ہے۔ اِس محاورے کا سادہ مطلب یہ ہے کہ ضرب کہیں لگائی جائے اور بُرے اثرات کہیں اور سامنے آئیں۔ 1914ء سے 1918ء تک یورپ پہلی جنگ عظیم کا میدان بنا رہا۔ انگلستان، فرانس اور سوویت یونین ایک طرف تھے اور دوسری طرف جرمنی تھا۔ لیکن جنگ کے بعد خلافتِ عثمانیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ چھوٹی چھوٹی مسلمان ریاستیں وجود میں آ گئیں۔ مسلمانوں کی وحدت تباہ و برباد ہو گئی۔ امت مسلمہ کا محض تصور رہ گیا۔ اس جنگ کے دوران ہی بالفور ڈیکلریشن سامنے آ گیا جو درحقیقت دنیا بھر میں منتشر یہودیوں کو ایک جغرافیہ دینے کا منصوبہ تھا۔ 1939ء میں دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی۔ یہ بھی یورپ کی عیسائی اقوام کے درمیان تھی، لیکن بالفور ڈیکلریشن کو عملی تعبیر مل گئی۔ منتشر یہودی اسرائیل کے نام سے یہودی ریاست بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ مشرقِ وسطیٰ کے نقشہ میں اسرائیل کو ایک خنجر کی صورت میں گھونپ دیا گیا۔

دوسری جنگِ عظیم نے یہودیوں کو جو ریاست دی اُس کے لیے اصلاً برطانیہ نے زمین ہموار کی تھی۔ لیکن یہودیوں نے انگریزوں کے ساتھ ہاتھ کیا۔ جنگ میں برطانیہ کے کمزور ہونے کا فائدہ اُٹھایا اور امریکہ کے ساتھ مل کر عالمی بادشاہت کا مرکز لندن سے واشنگٹن منتقل کر دیا۔ اب امریکہ اُن کے مرہونِ منت تھا۔ عالمی جنگ میں یہودیوں کے کردار کا اندازہ کریں۔ Lord Rothschild کا ایک بیٹا اتحادیوں کو سپانسر کر رہا تھا اور دوسرا بیٹا یہی کام جرمنی کے ساتھ کر رہا تھا یعنی اُسے سپورٹ کر رہا تھا۔ کیونکہ یہودی اگلی سپر قوت امریکہ کی گردن پر سوار ہونے بلکہ گردن دبوچنے کی تیاری مکمل کر چکے تھے اور چاہتے تھے کہ عالمی قوت کا مرکز جب لندن سے واشنگٹن منتقل ہو تو یورپ اپنی خیریت اسی میں سمجھے کہ یہودیوں کی یہ خواہش آگے بڑھ کر پوری کر دی جائے اور یورپ مستقبل میں بھی اپنی سلامتی کو امریکی قوت کے ساتھ نتھی کر دے۔ گویا اب فرنگ کی بجائے امریکہ کی رگِ جاں یہود کے قبضہ میں رہے گی اور یہودی سکہ عالمی سطح پر چلے گا۔ پھر یہ کہ اقوامِ متحدہ کے نام سے عالمی سطح پر ایک ایسا ادارہ قائم کر دیا گیا جس کا ظاہر یہ تھا اور ہے کہ وہ دنیا کے تمام چھوٹے بڑے ممالک کو ایسا پلیٹ فارم مہیا کرے گا جس پر ایک دوسرے سے یہ ممالک رابطہ کریں گے اور اپنے خارجی مسائل کو حل کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ لیکن عملی طور پر یہ کیا کہ اقوامِ متحدہ میں ہی سلامتی کونسل کے نام سے ایک چھوٹی تنظیم قائم کر دی جس میں اقوامِ متحدہ کے ممبران میں سے کچھ مستقل اور غیر مستقل ممبران ہیں۔ غیر مستقل بدلتے رہیں گے اور اُن کے پاس اقوامِ متحدہ کے دوسرے ممبران کی طرح کوئی طاقت نہیں ہو گی البتہ ساری طاقت سمیٹ کر مستقل ممبران کی جھولی میں ڈال دی اور یہ سب کی سب عیسائی ریاستیں ہیں مثلاً امریکہ، برطانیہ، فرانس اور روس۔ البتہ

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

30 جمادی الاُخریٰ تا 6 رجب 1441ھ جلد 29
25 فروری تا 2 مارچ 2020ء شمارہ 08

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

’’دارالاسلام‘‘ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
’’مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن‘‘ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

’’ادارہ‘‘ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

جیسے ہر شر سے کوئی نہ کوئی خیر برآمد ہو جاتا ہے عالمی حالات نے اُنھیں مجبور کر دیا کہ وہ چین کو بھی سلامتی کونسل کا ممبر بنالیں اگر یہ قوتیں چین کو الگ تھلگ رکھنے کی پالیسی پر اصرار کرتیں تو اس اقوام متحدہ کا وجود ہی خطرے میں پڑ جاتا جسے وہ آنے والے وقت میں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہتے تھے۔

عالمی جنگ اوّل اور دوئم کے نتائج کے حوالے سے عیسائیوں نے یہودیوں کی سرپرستی میں کیا کیا سیاسی اور عسکری فوائد حاصل کیے۔ ہم نے اِس تحریر میں اُن کی ترتیب اُلٹ دی ہے اور عالمی جنگ دوئم کے نتائج کے حوالے سے پہلے کچھ معروضات پیش کر دی ہیں اور انتہائی مختصر طور پر عرض کرنے کی کوشش کی ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں نے دوسری جنگِ عظیم کے بعد کس طرح ساری دنیا پر اپنا سیاسی، معاشی اور معاشرتی شکنجہ کس لیا تھا۔ لیکن اِس عالمی حکمرانی کے حصول کے لیے وہ بنیادی کام پہلی جنگِ عظیم کے بعد ہی کر چکے تھے۔ اِس حوالے سے تاریخی حقیقت یہ ہے کہ انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں عیسائی روس سمیت یورپ میں چھائے ہوئے تھے امریکہ میں بھی عیسائی تھے برصغیر کو انگریز انیسویں صدی میں مکمل طور پر اپنے قبضے میں لے چکا تھا۔ خلافت عثمانیہ اگرچہ کمزور ہو چکی تھی لیکن مسلمانوں کا کنٹرول تھا۔ گویا دنیا میں جن علاقوں پر مسلمانوں کا کنٹرول تھا اُن کی اکثریت خلافت عثمانیہ کے ماتحت تھی اور ترکی اُن کا مرکز تھا۔ اتحادیوں نے 1920ء میں جنگِ عظیم اوّل کے فوراً بعد فرانس میں مذاکرات کر کے Treaty of Sevres کیا اور یونان کو ترکی کے قبضہ سے آزاد کرالیا گیا اور Aegean Sea کا کنٹرول یونان کو دے دیا گیا۔ آپ اِسے لوزان I کہہ سکتے ہیں پھر 1923ء میں سو سال کے لیے معاہدہ ہوا جسے لوزان II کہا جاتا ہے۔ اِس پر عمل درآمد کرنے کے لیے خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے کا باقاعدہ سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا۔ خلیفہ اور اُس کی فیملی کو ملک بدر کر دیا گیا۔ اُن کے اثاثے ضبط کر لیے گئے۔ ینگ ٹرکس کو جدت کا سمبل بنا کر سامنے لایا گیا۔ مصطفیٰ کمال پاشا جدید ترکی کا باوا آدم قرار پایا۔ باقاعدہ ایک ڈکلریشن جاری ہوا کہ ترکی آئینی طور پر سیکولر ریاست ہوگی۔ اور اس آئین کی فوج اور عدلیہ محافظ اور ضامن ہوں گی۔ لوزان II کی دو اہم ترین شقات جو ترکی کو دبوچنے کے لیے رکھی گئیں وہ یہ تھیں کہ ترکی زمین یا سمندر سے تیل نہیں نکال سکے گا اور آبنائے باسفورس پر ترکی کا کنٹرول ختم کر کے اِسے انٹرنیشنل کنٹرول میں دے دیا گیا لہٰذا ترکی کا اِس راستے سے ٹریڈ اور جہازوں کی فیس حاصل کرنے کا حق ختم ہو گیا۔

انیسویں صدی کے اواخر تک ترکی یورپ کے مردِ بیمار کی حیثیت سے چلتا رہا۔ بعد ازاں جدید ترکی کے شب و روز پر یورپ کا کلچر چھا گیا۔ سیاسی اور عسکری طور پر وہ سنٹو کا ممبر تھا۔ نیٹو کا رکن ہونے کی وجہ سے عیسائی اور یہودی دنیا کے کنٹرول میں تھا۔ ترکی پر سیکولرازم مسلط کر دیا گیا تھا لیکن اس مسلط شدہ نظام کو ترکی کی اکثریتی آبادی نے مکمل طور پر قبول نہیں کیا تھا۔ احیائے اِسلام کے لیے سلوکی جیسی تحریک برپا ہوئی۔ انجم اربکان جیسے لیڈر پیدا ہوئے۔ جنہوں نے یورپی تسلط سے بغاوت کی کوشش کی، لیکن مسلط نظام کے رکھوالوں کے ذریعے کامیاب نہ ہونے دیا گیا۔ 2003ء میں طیب اردگان وزیر اعظم بن گیا طیب نے اچھی حکمت عملی سے کام لیا۔ سیکولرازم سے نجات اور اسلام کی طرف پیش قدمی کی۔ لیکن انداز Slow and steady کا رکھا۔ ترکی کو سیاسی، معاشی اور عسکری زنجیروں میں جکڑنے والوں کے خلاف بڑے Low profile میں جدوجہد کی، جارحانہ انداز اختیار نہ کیا۔ ایک طرف ترکی کو جدید بنیادوں پر ترقی دینے کے لیے شب و روز کام کیا، ترک عوام کے لیے بڑی سہولتیں پیدا کیں، ترقیاتی کاموں پر دن رات محنت کی اور دوسری طرف اسلامی تعلیمات کو لوگوں کے اذہان وقلوب میں بڑی احتیاط سے اور مغرب کے طیش سے بچتے ہوئے داخل کیا۔ امریکہ اینڈ کمپنی اردگان کے اصل عزائم سمجھ چکی ہے۔ لہٰذا 2016ء میں سول سوسائٹی اور فوج میں اپنے سیکولر نمائندوں کے ذریعے فوجی بغاوت کروانے کی کوشش کی جو ناکام ہو گئی۔

ایک اہم سوال یہ ہے کہ 2023ء میں جب ترکی پر سو سالہ لوزان II معاہدے کی پابندیاں ختم ہو جائیں گی تو کیا وہ دنیا میں پھر وہ رول اور حیثیت حاصل کر سکے گا جو کسی زمانے میں اُسے حاصل تھی؟ ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ آسان کام نہیں ہوگا جنہوں نے سو سال پہلے ترکی کو اِن جکڑ بندیوں میں باندھا تھا وہ اسلام کے خلاف ایک نیا مگر مضبوط محاذ بنانے کے لیے پہلے سے کہیں زیادہ سرگرم ہیں اُن کی اسلام دشمن کارروائیوں میں پہلے سے زیادہ شدت آ چکی ہے یہ کوالالمپور سمٹ یونہی ناکام نہیں بنائی گئی تھی۔ 2023ء سے پہلے یقیناً ایک بھرپور کوشش کی جائے گی کہ مسلمانوں کو کسی وحدت کی طرف بڑھنے نہ دیا جائے۔ ملائیشیا کے مہاتیر محمد اور ترکی کے طیب اردگان صورتِ حال کو بہت اچھی طرح سمجھ رہے ہیں اور خطرے کو اچھی طرح بھانپ چکے ہیں۔ پاکستان کے وزیر اعظم عمران خان نے وعدہ کے باوجود کوالالمپور سمٹ میں شرکت نہ کر کے ہمالائی غلطی کی تھی۔ شاید عمران خان کی انقلابیت اقتدار میں رہنے کی خواہش کے ہاتھوں دم توڑ رہی ہے۔ اُنھیں سمجھنا چاہیے کہ حقیقی طاقت اللہ کی ہے جس کی تائید کے بغیر اُس معاشی غلامی سے اور ان جکڑ بندیوں سے جو اُن کے کوالالمپور جانے کے راستے میں رکاوٹ بنی ہیں، آزادی حاصل نہیں کی جا سکتی۔ پاکستان کے ایک سابق سیکرٹری خارجہ نے کیا خوب بات کہی ہے کہ ترکی اور پاکستان دونوں ہی عملاً وہ بین البراعظمی پل ہیں جو اپنی جگہ پر ایشیا اور یورپ کو آپس میں ملاتے ہیں۔ دنیا ان دو ممالک کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ چین کے تجارتی اور روس کے سٹرٹیجک مفادات اُنھیں کبھی امریکہ کے قریب جانے نہیں دیں گے۔ عالم اسلام کو اِس صورتِ حال سے پورا پورا فائدہ حاصل کرنے کے لیے طویل منصوبہ بندی کرنا ہوگی۔ عربوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے اصل دشمن کو پہچانیں اور اپنے استحکام کے لیے غیروں پر انحصار کرنے کی بجائے ملتِ اسلامیہ کی حقیقی وحدت کے لیے تگ و دو کریں۔ پاکستان کو یہ سمجھنا ہوگا کہ اگر وہ اُس نظریہ سے انحراف کرے گا جو اُس کے معرضِ وجود کا جواز بنا تھا تو سینکڑوں اور ہزاروں ایٹم بم بھی اُسے نہیں بچا سکیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ نظریاتی بنیادوں پر پاکستان کی تعمیر ایک ایسا ایٹم بم ہے جس کا دنیا کے کسی ملک کے پاس کوئی توڑ نہیں۔ بصورتِ دیگر کوئی لوزان III ہو سکتا ہے جس کی لپیٹ میں صرف ترکی نہیں بلکہ سارا عالم اسلام آ جائے گا۔ اللہ رب العزت تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

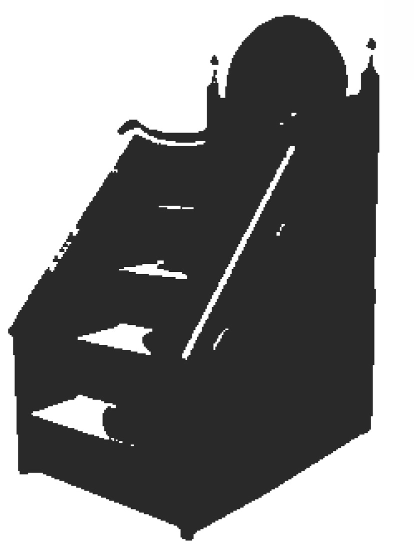

ویلنٹائن ڈے: سوشل وائرس

(قرآن اور حدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں نائب امیر تنظیم اسلامی محترم اعجاز لطیف کے 14 فروری 2020ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

قارئین! ہمارے ہاں ایک طبقہ مغربی اقوام کی نقالی میں 14 فروری کے دن کو ''ویلنٹائن ڈے'' کے نام سے مناتا ہے۔ امسال ابھی یہ پہلی قسط ہے' اس کے بعد 8 مارچ کو ''خواتین مارچ'' بھی منانے کی تیاریاں ہیں۔ ان سطور میں ہم جاننے کی کوشش کریں گے کہ دین کی نظر میں ان چیزوں کی کیا حیثیت ہے اور کیا بحیثیت مسلمان ہمیں ایسے دن منانے چاہئیں؟

اللہ تعالیٰ نے اُمت مسلمہ کو تمام اُمتوں پر فضیلت دی تھی:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ ''تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے' تم حکم کرتے ہو نیکی کا' اور تم روکتے ہو بدی سے'' (آل عمران:110)

بہترین وہ ہوتا ہے جس کی دنیا بھر کے لوگ پیروی کریں' اس کے طور طریقوں کو اختیار کریں۔ جب تک یہ اُمت اپنے دین پر قائم تھی تو دنیا اس کے طور طریقوں کو سیکھ رہی تھی۔ آج کی مہذب کہلانے والی دنیا مسلمان اُمت سے سیکھ کر ہی اس مقام تک پہنچی ہے۔ مگر آج ہم دنیا میں کہیں نہیں دیکھ رہے کہ دوسری قومیں ہمارے طور طریقوں کو اپناتی ہوں، ہمارے تہوار مناتی ہوں۔ آپ نے کسی غیر مسلم کو کبھی نہیں دیکھا ہوگا کہ وہ اپنے قومی دن کے موقع پر عید الفطر یا عید الاضحیٰ کا تہوار منا رہا ہو۔ لیکن اس کے برعکس ہم دوسروں کی نقالی میں اس قدر آگے بڑھ چکے ہیں کہ ان کے تہوار ہم نے اختیار کر لیے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں بہترین اُمت بنایا تھا تاکہ لوگ ہماری پیروی کریں۔ ہمارے لیے شعائر اور نشانیاں خود اللہ نے مقرر کی ہیں۔ ہم کیوں غیر اللہ کے شعائر کو اپنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

شعائر اللہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جسے دیکھ کر اللہ یاد آجائے۔ عیدین، جمعہ، صفا و مروہ، قربانی کے اونٹ' یہ سب شعائر اللہ ہیں۔ یعنی ان کو دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے۔ آپ کسی کو نماز پڑھتا دیکھیں، کسی کو اسلامی طریقے سے قربانی کرتے ہوئے دیکھیں گے تو یہی کہیں گے کہ یہ مسلمان ہے جبکہ اس کے برعکس اگر کسی کو بسنت یا ویلنٹائن ڈے مناتے ہوئے دیکھیں گے تو کیا محسوس کریں گے؟

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا ایک پورا نظام زندگی دیا ہے' ہمیں اس کو اس طریقے سے پیش کرنا چاہیے تاکہ لوگ اسی راستے پر آجائیں۔ انبیاء کے بعد اب یہ مشن ہمیں سپرد کیا گیا ہے کہ ہمارے ذریعے اب نوع انسانی اللہ کو پہچانے، اپنے مالک کو جانے اور اس کا حق ادا کرے۔ لیکن افسوس کہ ہم دوسروں کے طور طریقے اپنا کر اپنی پہچان ختم

مرتب: ابو ابراهیم

کر رہے ہیں، ہمارے طور طریقے، ہمارا اٹھنا بیٹھنا، ہماری پسند و ناپسند اللہ اور رسول ﷺ کی مرضی کے تابع ہونے کی بجائے مادہ پرستانہ تہذیب کے تابع ہو چکی ہے۔

حالانکہ ہم سے اللہ کا تقاضا تو یہ تھا کہ:

''آپ کہیے میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔'' (الانعام:162)

گویا میری زندگی کی ہر ادا وہ ہونی چاہیے جو میرے رب کو پسند آئے۔ بجائے اس کے آج ہم ہر وہ راستہ اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے دوسروں کے منظور نظر بن جائیں۔

ویلنٹائن ڈے بنیادی طور پر مغرب کی بے حیائی کی یاد میں منایا جانے والا دن ہے۔ اس حوالے سے مختلف داستانیں مشہور ہیں جن کو یہاں دہرانا مناسب نہیں کیونکہ وہ سب بے حیائی بلکہ بدکاری پر مبنی داستانیں ہیں۔ انہی کی یاد میں یہ دن منایا جاتا ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ کس کی رسم، کس کا تہوار ہے اور کس کی یاد میں منایا جا رہا ہے۔ ہم مسلمانوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں بن سکتا بلکہ اسلام تو ایسی خباثتوں کو ختم کرنے کے لیے آیا تھا۔ سورۃ بنی اسرائیل میں ہمیں حکم ہے کہ:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى﴾ ''اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ'' (آیت:32)

لیکن یہاں بدکاری اور فحش کاری کی یاد میں ایک دن منایا جاتا ہے اور ہم مسلمان ہوتے ہوئے بھی مغرب کی نقالی میں اس کو مناتے ہیں اور نتیجہ میں ایسے حیا سوز فواحش اور منکرات کا ارتکاب ہوتا ہے جس کی مثال صرف حیوانوں میں دیکھی جاسکتی ہے اور جس کا نتیجہ بالآخر معاشرتی تباہی اور خاندانوں اور زندگیوں کی بربادی کی صورت میں نکلتا ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ جہاں سے یہ رسم شروع ہوئی تھی وہاں بھی اس کی تباہ کاریوں کی وجہ سے اس پر پابندی لگ چکی ہے۔ روم کی حکومت نے 1969ء میں ویلنٹائن ڈے کو غیر قانونی قرار دیا تھا۔ اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان کی تھی کہ کچھ لوگ اگر اس کو میاں بیوی کی محبت تک محدود رکھتے ہیں تو اولاً ان کی تعداد بہت کم ہے (یعنی یہ دن زیادہ تر غیر شادی شدہ مرد و زن میں بے حیائی و بے غیرتی پھیلانے کا باعث ہے) اور اگر میاں بیوی میں حقیقی اور شرعی محبت نہ ہو تو اسے پھولوں اور چاکلیٹ سے نہیں خریدا جاسکتا۔ یعنی جہاں سے یہ بے ہودہ رسم شروع ہوئی تھی وہاں تو اس پر پابندی ہے لیکن ہمارے معاشرے میں اس کو بھرپور طریقے سے پروموٹ کیا جا رہا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ یہ ہمارے معاشرتی نظام کو زمین بوس کرنے کی منصوبہ بندی ہے۔ اسلامی معاشرت

میں تو غیر محرم مرد وعورت کے کسی بھی طرح کے ربط وتعلق کی سختی سے ممانعت ہے ۔ مردوں کو نگاہیں نیچی رکھنے اور عورتوں کو پردے کا حکم ہے۔ اسی طرح اسلامی معاشرے میں غیر محرم مرد وزن کے اختلاط کی بھی ممانعت ہے ۔ یہ سب چیزیں ایک مثالی، پُرامن، با حیا اور غیرت مند معاشرے کے قیام کے لیے ضروری ہیں ۔ جبکہ ویلنٹائن ڈے جیسی شیطانی رسوم غیر محرم مرد وزن کو اس بے حیائی کی ترغیب دیتی ہیں کہ وہ کھل کر ایک دوسرے سے اپنے جذبات کا اظہار کریں ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مرد وزن کے درمیان حجاب ختم ہو جاتا ہے، حیا کا دامن تار تار ہو جاتا اور کھل کر بے حیائی کا کھیل کھیلنے کا سلسلہ چل پڑتا ہے۔ اکثر اوقات اس کا نتیجہ زنا، فواحش اور والدین سے اولاد کی بغاوت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے ۔ لیکن ہم مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس کو بڑے شوق سے منا رہے ہیں ۔ اس دن کی روایت کے مطابق کیوپٹ کے مجسمے کی تصویر پر مبنی کارڈ پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ایسا ہدیہ اور تحفہ پیش کرنے والا جان بوجھ کر یا انجانے میں رومیوں کے اس عقیدے کو قبول کر رہا ہے کہ محبت کا خدا کوئی اور ہے، دنیا کو پیدا کرنے والا خدا کوئی اور ہے۔ حالانکہ یہ کھلا شرک ہے جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔

اس دن کو منانا اور قبول کرنا غیر اقوام کی مشابہت ہے جس کو قرآن وحدیث میں صراحت کے ساتھ حرام قرار دیا گیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’پھر (اے نبی ﷺ!) ہم نے آپ کو قائم کر دیا دین کے معاملہ میں ایک صاف شاہراہ (شریعت) پر، تو آپ اسی کی پیروی کریں اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کیجیے جن کے پاس کوئی علم ہی نہیں ہے۔‘‘ (الجاثیۃ:18)

سنن ابی داؤد میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ’’جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔‘‘ سنن ترمذی کی روایت میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ’’وہ ہم میں سے نہیں ہے جو غیروں کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔‘‘

معلوم ہوا کہ غیر اقوام کی مشابہت حرام ہے بلکہ مشابہت کی بعض صورتیں کفر ہیں۔

علماء کا فتویٰ

اس حوالے سے سعودی عرب کے علماء کی فتویٰ کمیٹی نے 1420ھ میں ایک فتویٰ جاری کیا جس کے مطابق ویلنٹائن کے تہوار میں شرکت، اس کا اقرار، اس موقع پر مبارکباد پیش کرنا اور اس میں کسی بھی قسم کا تعاون کرنا حرام ہے۔ اللہ دلوں کے حال کو بھی جانتا ہے اور اگر کسی کے دل میں اس کے لیے معمولی درجے میں بھی کوئی ہمدردی کے جذبات ہیں تو وہ بھی گناہ کی طرف لے جانے والے ہیں۔ اسلام نگاہوں کی حفاظت کا حکم دیتا ہے:

’’وہ جانتا ہے نگاہوں کی چوری کو بھی، اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے اس کو بھی۔‘‘ (المومن:19)

ہمارا دین تو حجاب کی تلقین کرتا ہے۔ زنا پر پابندی اور ارتکاب پر سزا کا حکم دیتا ہے، فضول خرچی سے منع کرتا ہے، نکاح کے پاکیزہ بندھن کے ذریعے سے عفت اور پاکیزگی کے حصول کا درس دیتا ہے، مشرکین کی مخالفت اور یہود ونصاریٰ سے دلی دوستی سے اجتناب کا حکم دیتا ہے۔ اس اعتبار سے سب سے پہلے تو یہ دیکھنا چاہیے کہ جن قبیح مقاصد کے لیے یہ دن منایا جاتا ہے ان کی اسلام میں کیا حیثیت ہے۔ شادی کے بغیر لڑکے اور لڑکی کی محبت کا کوئی تصور ہمارے دین میں نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں صاف طور پر منع کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں چھپ چھپ کر آشنائیاں پالنے والوں کے لیے سخت وعید آئی ہے۔ بدقسمتی سے آج میڈیا نے ان قبیح تصورات کو اتنا عام کر دیا ہے کہ ان غیر شرعی حرکات کو برا تک محسوس نہیں کیا جا رہا۔ پچھلے دنوں ایک ڈرامے کی آخری قسط کو سینما گھروں میں دکھایا گیا اور پوری قوم اس پر پاگل ہوئی بیٹھی تھی۔ حالانکہ سننے میں یہ آیا ہے کہ اس ڈرامے میں نکاح کے تقدس اور میاں بیوی کے مقدس رشتے کی دھجیاں اُڑائی گئی تھیں اور کھلم کھلا بے حیائی کی تعلیم دی گئی تھی۔ حالانکہ مسلمان عورتوں کی وفاداری اور محبت سوائے اپنے منکوحہ شوہروں سے کسی دوسرے سے نہیں ہو سکتی۔ اب دیکھئے! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کیا چاہتا ہے لیکن ہم کس طرف جا رہے ہیں؟ ہم گھر میں ٹی وی اور کیبل کے ذریعے بے حیائی کی یہ ساری چیزیں دیکھتے ہیں اور اس کی قیمت بھی ادا کرتے ہیں۔ اس طرح ہم اپنی نسلوں کو ایک طرف سرِعام بے حیائی کی تعلیم دے رہے ہیں اور

پریس ریلیز 21 فروری 2020ء

جنسی درندگی کے واقعات میں ملوث افراد کو سرعام سزائے موت دی جائے

حافظ عاکف سعید

تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ملک میں معصوم بچوں کے ساتھ جنسی درندگی کے نتیجے میں بہیمانہ قتل کے بڑھتے ہوئے واقعات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جنسی درندگی کے واقعات میں ملوث افراد کسی نرمی کے مستحق نہیں۔ قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق ایسے افراد کو سرعام سزائے موت دی جانی چاہیے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ ہم حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ جنسی درندگی میں ملوث افراد کو سرِعام قرار واقعی سزا دیے جانے کے حوالے سے قانون سازی کی جائے۔ کیونکہ یہ شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا عین تقاضا ہے۔

امیر تنظیم اِسلامی نے جرمنی میں ایک انتہا پسند شخص کی فائرنگ سے 9 مسلمانوں کی شہادت اور برطانیہ کی ریجنٹ پارک مسجد میں مؤذن کو زخمی کیے جانے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ان واقعات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مغرب کی اسلام دشمنی کس حد تک بڑھ چکی ہے اور مغربی سوسائٹی اسلاموفوبیا میں بُری طرح مبتلا ہو چکی ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ان ممالک کی حکومتیں اِن واقعات کو دہشت گردی قرار دیے جانے سے انکاری ہیں اور مذکورہ واقعات میں ملوث افراد کو ذہنی مریض اور نسل پرست قرار دے رہی ہیں جبکہ یہ واقعات کھلی دہشت گردی کے ذیل میں آتے ہیں۔ مغرب کو اپنی سوچ کا دوہرا معیار ترک کر کے مذکورہ واقعات کو کھلی دہشت گردی قرار دینا ہوگا اور ان واقعات میں ملوث افراد کو قرار واقعی سزا دینی ہوگی۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

دوسری طرف نوجوان بچوں اور بچیوں کی شادیوں میں تاخیری حربے اور رکاوٹیں بھی ہمارے اپنے فرسودہ تصورات کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں۔ اگر ہماری جوان نسل بے راہ روی کا شکار ہو رہی ہے تو اس میں سارا کا سارا رول ہمارا اپنا ہے۔ پھر ان پوشیدہ آشنائیوں کا انجام زندگی بھر کی ندامت اور اذیت کی صورت میں نکلتا ہے۔ کیونکہ شوہر کے دل میں شک اور بدگمانی پیدا ہو جائے تو پھر اس کے دل سے اپنی بیوی کی عزت اور قدر ختم ہو جاتی ہے۔ عورت کے پاس سب سے قیمتی چیز اس کی عزت اور عصمت ہے لیکن آج ہمارا معاشرہ بشمول ہمارے تعلیمی ادارے اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ عورت کو اس کی عزت، عصمت اور حیا کا پردہ تار تار کرنے پر مجبور کر دیا جائے۔ اس کے لیے آزادیٔ نسواں، مساوات مرد وزن کے خوشنما نعروں کا سہارا لیا جاتا ہے لیکن اس کا انجام تباہی کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔

آج کا فلسفہ یہ ہے کہ eat drink and be mary۔ اسی کا ترجمہ ہے کہ بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست۔ یہ فلسفہ آج میڈیا کے ذریعے پروموٹ ہوتا ہے۔ جبکہ مومن مرد اور مومنہ عورت کا ہرگز یہ شیوہ نہیں ہوتا کہ وہ اس دنیا اور اس کی لذات کے لیے جیے بلکہ اس کے پاس جو بے پناہ صلاحیتیں ہوتی ہیں وہ آخرت کی اصل زندگی کے لیے صرف کرتا ہے۔ کیونکہ اصل خوشی آخرت کی ہے۔ مومن کے مقاصد تو بہت بلند ہوتے ہیں۔ وہ ایک شکر گزار انسان ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرتے ہوئے جیتا ہے۔ اللہ کی نافرمانی میں جینا ایک بندہ مومن کے لیے موت کے مترادف ہوتا ہے۔ لیکن افسوس آج ہم اللہ کی نافرمانی بھی کرتے ہیں اور پھر ہمیں اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ بلکہ اس پر خوش ہوتے ہیں اور اس کو محض تفریح کے نام سے جائز قرار دیتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ صرف ویلنٹائن ڈے پر ایسا ہوتا ہو باقی دنوں میں بھی ہم یہی کر رہے ہوتے ہیں۔ ہمیں اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ غربت اور بے روزگاری بڑھتی جا رہی ہے، اس وقت کروڑوں لوگوں کے پاس رہنے کو چھت نہیں ہے۔ یہاں غریب بستیوں میں لوگ اتنے غریب ہیں کہ ان میں پانچ کلو سے زیادہ آٹا خریدنے کی ہمت اور استطاعت نہیں ہے۔ لیکن دوسری طرف قوم کی عیاشی ملاحظہ ہو کہ اربوں روپے کا زرمبادلہ ہم ویلنٹائن جیسی فضولیات پر ضائع کرتے ہیں۔

اللہ کے آخری نبی ﷺ نے جن اعتقادی، معاشرتی اور عملی بے راہ رویوں سے روکا یقیناً وہ انسانیت کے لیے نقصان دہ تھیں اس لیے ان سے منع کیا گیا اور صراط مستقیم کے جن معتدل خطوط پر چلنے کا حکم دیا وہ یقیناً انفرادی اور اجتماعی، قومی اور ملی سطح پر سراسر خیر ہیں اس لیے ان کا حکم دیا گیا۔ آپ ﷺ نے دعوت کے منصب پر فائز ہو کر اتمام حجت کرتے ہوئے فرمایا: ’’بے شک یہ میرا راستہ سیدھا راستہ ہے۔ اس کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی نہ کرنا کہ وہ سارے راستے تمہیں اس اللہ کے راستے سے متفرق کر دیں گے۔‘‘

سورۃ الانعام میں فرمایا گیا کہ اسلامی اعتقادات، معاملات اور اصولوں پر جمے رہو، غیر مسلم قوموں کے اعتقادات، رسوم و رواج، اختراعات، خرافات اور بدعات سے مکمل بچو ورنہ یہ چیزیں تمہیں اپنے رب کے راستے سے دور کر دیں گی۔

بہرحال قرآن وسنت کی بے شمار تعلیمات اور شہادتیں موجود ہیں کہ ساری انسانیت کے لیے صرف اور صرف دین اسلام ہی مکمل ضابطۂ حیات اور ذریعۂ نجات ہے۔ اسلام ہی کامل، مکمل، جامع اور ناقابل تبدیل دستور العمل ہونے کی وجہ سے ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ دنیا و آخرت، زندگی اور موت، فوز و فلاح کے تمام شعبے اس کے وسیع دائرے میں سمٹے ہوئے ہیں۔ اسی لیے تو لوح محفوظ سے روح القدس کے دوش پر یہ حکم اللہ کا آیا کہ:

’’اے اہل ایمان! اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔‘‘ (البقرۃ:208)

اس لیے کہ اسی میں ابدی کامیابی ہے۔ اسلام نے آکر اقوام میں ہماری مختلف شناخت پیدا کی اور ہمیں اس پر قائم رہنے کا حکم دیا۔ جب تک ہم اپنی شناخت کی حفاظت کریں گے ہمارا وجود باقی رہے گا۔ ورنہ اہل تاریخ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جو قومیں اپنی شناخت کھو بیٹھتی ہیں وہ اپنے وجود اور بقا سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔ اس لیے ہمارا ہر قول و فعل شریعت کی پاکیزگی سے بہتا ہوا ہونا چاہیے نہ کہ غیر اسلامی رسم و رواج کی گندگی میں لتھڑا ہوا ہو۔ حضرت انسان کا سب سے قدیم، شاطر، چالاک، عیار اور خطرناک دشمن شیطان ہے۔ جس کے حوالے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے متنبہ کیا کہ:

’’یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے، چنانچہ تم بھی اس کو دشمن ہی سمجھو! یہ تو بلاتا ہے اپنے ہی گروہ کے لوگوں کو تا کہ وہ جہنم والوں میں سے ہو جائیں۔‘‘ (الفاطر:6)

شیطان عقلی اور حسی طور پر ایسے کام مزین کر کے پیش کرتا ہے جن میں فحش ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’وہ (شیطان) تو بس تمہیں بدی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔‘‘ (البقرۃ:169)

انہی کاموں میں سے ایک غیر اسلامی، غیر شرعی، غیر اخلاقی اور غیر فطری کام غیر محرم سے محبت و عشق کا اظہار ہے جسے ویلنٹائن ڈے کے ذریعے عام کیا جا رہا ہے اور یہ اخلاق باختگی اور بے ہودگی کی انتہا تک پہنچ کر ہی منایا جاتا ہے۔ حالانکہ ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ مرد و عورت کا یہ بے حجابانہ ملاپ جہاں عورت کے ماتھے سے حیا کا زیور لوٹ کر ذلت کا داغ لگاتا ہے وہاں مرد کے سر سے انسانیت کا تاج اتار کر اسے شرم سے جھکا دیتا ہے اور دونوں کو انسانوں کی وادی سے نکال کر درندگی کے جنگل میں چھوڑ دیتا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ایسا دن منانا سراسر غیر اسلامی فعل ہے جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہم سے ناراض ہوتے ہیں اور ہماری تباہی اور بربادی کا اصل سبب اللہ اور رسول ﷺ کی ناراضگی ہے۔ اس کے بعد یہ سنجیدگی، متانت، عزت و وقار اور حیا کے سراسر منافی کام ہیں۔ اس دن کئی عفت مآب بہنوں کی عزت کے آنچل تار تار ہوتے ہیں، کئی خاندانوں میں دشمنیاں جنم لیتی ہیں اور نوبت قتل و قتال تک جا پہنچتی ہے۔ سینکڑوں ایسے واقعات اور سانحات ہوتے ہیں جن میں عزت و شرافت کے جنازے نکل جاتے ہیں اور غیور اور باشعور خاندانوں میں ماتم کی صفیں بچھ جاتی ہیں۔ جنسیت کے بت کو اظہار محبت کا لبادہ اوڑھا کر پوجا جاتا ہے، یوم محبت کے دلکش اور دلربا عنوان سے شیطانی عمل کو فروغ دیا جاتا ہے۔ غیر مسلم اقوام کے مخصوص اور متعین تہوار کو منا کر ان سے مشابہت کا وبال اپنے سر پر لیا جاتا ہے اور فرمان مصطفیٰ ﷺ کہ جو کوئی بھی کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا قیامت کے دن اس کا حشر انہی کے ساتھ ہوگا‘ کے تحت اللہ اور رسول ﷺ کے دشمنوں کی صف میں شامل ہو جاتا ہے جو ہمارے لیے کسی طرح بھی فائدے مند نہیں بلکہ دنیا اور آخرت کی تباہی ہے۔ جبکہ اہل اسلام کو اسلامی روایات کو زندہ کر کے لشکر رحمان میں شامل ہونا چاہیے۔ پارٹیاں دو ہی ہیں ایک حزب اللہ اور ایک حزب الشیطان۔ لیکن افسوس کہ ہم خود شیطانی شطرنج کے مہرے بن جاتے ہیں۔ ہم اور ہماری آنے والی نسلوں کی عزت و حیا کی بقا صرف اور صرف اسلام کی روشن تعلیمات میں ہے۔ اس لیے ہمیں اپنے معاشرے سے تمام غیر اسلامی، غیر اخلاقی، غیر فطری رواجوں کو ختم کرنا ہوگا وگرنہ یاد رکھیں کہ تمہاری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

39

سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

126 | شرحِ او کردند و او را کس ندید | معنی او چوں غزال از ما رمید

اے پسر! پیر رومی کی مثنوی کی شرح بہت سے لوگوں نے کی ہے مگر بدن و روح (ظاہر و باطن) والے مردِ حق (کی تلاش کے اس سفر میں) کو وہ نہیں پہچان (دیکھ) سکے۔ اس (مثنوی) کے معنی پڑھنے والوں سے ہرن کی طرح دور بھاگ جاتے ہیں

127 | رقصِ تن از حرفِ او آموختند | چشم را از رقصِ جاں بردوختند!

آج پیر رومی کے عقیدت مندوں نے ان کے کلام سے بدن کا ظاہری رقص کرنا سیکھ لیا ہے (اور اس میں مگن ہیں) ان متلاشیانِ حق نے (فرنگ کی طرح کائنات کے مادی حقائق تھام رکھے ہیں اور خداشناسی سے عاری ہے) کلام رومی سے 'روح کا رقص' نہیں سیکھا بلکہ اس سے آنکھیں بند کر لی ہیں

128 | رقصِ تن در گردش آرد خاک را | رقصِ جاں برہم زند افلاک را!

(بدن، تن، ظواہر اور الفاظ کا تعلق مشاہدہ اور مادہ سے ہے لہٰذا) جسمانی رقص سے خاک کو گردش میں لانا سیکھ لیا ہے (جبکہ جان، ضمیر اور روح کا تعلق معانی اور حقیقت سے ہے) روحانی رقص سے انسان آسمانوں کو رقص میں لاتا ہے (دنیا میں باطل نظام کو تہہ و بالا کر دیتا ہے)

126۔ پیرومی کا فکر قرآن مجید کی تعلیمات پر مبنی ہے اس کے نزدیک انسان کی حقیقت مادی وجود کے ساتھ ایک روحِ ربانی بھی ہے انسان جسد اور روح کا مجموعہ ہے۔ ہمارے ہاں کئی شارحینِ رومی ایسے ہیں جنہوں نے مثنوی رومی کی شرح کی ہے مگر اس حقیقت کو آشکارا نہیں کیا اور کئی دوسری بحثوں میں اُلجھ کر رہ گئے ہیں وہ مولانا روم کے فکر کو نہیں پا سکے انسان کے مادی وجود اور 'روح' کو علیحدہ نہیں سمجھ سکے لہٰذا اُن کو قرآن مجید کی روشنی میں عصر حاضر (مغربی علوم) کی 'نارسائی' سمجھ نہیں آسکی اور مغربی ظاہری ترقی سے مرعوب ہو گئے ہیں۔ مولانا روم کے افکار ان کے ہاتھ سے اسی طرح نکل گئے ہیں جیسے شکاری کے ہاتھ سے 'ہرن' نکل جائے۔ وہ انسانی جسد کو دیکھ رہے ہیں انسانی روح (حقیقت انسان) تک رسائی نہیں پا سکے۔

127۔ جو شخص مادی علوم اور مادیت کا پرستار بن جائے وہ صرف ظاہر کو دیکھتا ہے انسان کے صرف وجود کا مشاہدہ کرتا ہے اسی کی نشو ونما، بہبود، ترقی اور صحت کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ مولانا روم کے بعض شارحین کے پیش نظر بھی انسان کی ظاہری بہبود ہے۔ انہوں نے 'جسم' کے استعمال اور اس کی باریکیاں (نفسیاتی علوم، انسانی BIOLOGY، ZYOLOGY، انسانی محرکات عمل وغیرہ وغیرہ) تو خوب واضح کی ہیں اور ان علوم کو حد کمال تک پہنچا دیا ہے مگر 'حقیقتِ انسان' کے مرکز تک ان کے فکر کی رسائی نہیں ہو سکی۔ حالیہ سائنسی اور مادی ترقی سے کائنات کی مادی تشریح تو ہو چکی ہے مگر روحِ انسانی سے ناآشنا یہ مغربی تہذیب خالق کائنات سے آشنا رہ گئی ہے اور آج کے مغربی مفکرین REALITY کو بھلا کر خدا ناشناس رہ گئے ہیں وہ بے خدا سائنس، بے خدا افکار، بے خدا مادی علوم نیز جسدِ انسانی کی معرفت اور پُرتکلف و پُر آسائش انداز میں خواہشات کی تکمیل میں مگن ہیں۔ ایسا انسان صرف اپنے جبلی تقاضوں کی تکمیل کو سب کچھ سمجھتا ہے انسان کی دنیاوی و مادی قوتوں کی تسخیر اور ان کے استعمال میں لا کر مطمئن ہو کر ترقی کا راگ الاپنا 'رقص' بدن ہی ہے مغربی علوم نے انسان کے لیے جو خوشی کے اظہار کے طریقے ایجاد کیے ہیں وہ جسمانی نمود و نمائش سے ہی عبارت ہیں۔

128۔ حالیہ غالب مغربی تہذیب نے ترقی کر کے 'جسم' کی آسودگی کے طریقے یعنی لائف سٹائل، کھیل کود کے طریقے، لباس، رہن سہن، فلمیں، ڈرامے، طرزِ زندگی، مرد و زن کے تعلقات جو اسالیب وضع کیے ہیں ان سے انسان کا مادی وخاکی وجود تو لذت حاصل کرتا ہے اور وقتی طور پر مطمئن اور خوش ہوتا ہے مگر اس لذت و سکون کی وسعت صرف انسان کی انفرادی زندگی تک محدود اور چند لمحوں کی لذت ہوتی ہے روح انسانی یا خودی بیدار ہو___ اس کی تسکین کا سامان ہو اور اس کو پھلنے پھولنے کے مواقع نصیب ہوں تو___ مادی دنیا سے الگ اور اس کو محیط ایک اور 'جہان' ❶ ہے وہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا اور روح (خودی) کے ساتھ وہ جہان بھی ارتعاش پذیر ہو جاتا ہے۔ افلاک کے رقص یعنی ارتعاش پذیر ہونے سے وہ انسان خودی کے اجتماعی نصب العین (جو درحقیقت خداشناس، وحی شناس، انسان دوست، ماحول دوست، علم دوست اور اخلاق دوست ہے) کے حصول میں انسانی اہداف، منصوبہ جات اور مہمات کو حقیقت میں ڈھالنے کے عمل کو آسان بنا دیتے ہیں۔❷

❶ شاید کہ زمیں ہے یہ کسی اور جہاں کی
تو جس کو سمجھتا ہے فلک اپنے جہاں کا

❷ کی محمدﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

مغرب سیاسی اور معاشی سطح پر ہمیں زیر کر چکا ہے جبکہ معاشرتی سطح پر مفتوح بنانے کے لیے خواتین مارچ جیسے حملے جاری ہیں: ایوب بیگ مرزا

علماء اور مذہبی جماعتوں کا سب سے بڑا کام منکرات کو روکنا ہونا چاہیے کیونکہ یہ ان کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے: شجاع الدین شیخ

ہمارے دین میں پردے کے جو احکامات ہیں ان پر اگر عمل کیا جائے تو معاشرتی مسائل کو بڑی آسانی سے حل کیا جا سکتا ہے: ڈاکٹر عبدالسمیع

کرونا وائرس کو بائیولوجیکل وار فیئر میں استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن ابھی تک اس کا کوئی واضح ثبوت سامنے نہیں آیا: ڈاکٹر حافظ حسیب اسلم

کرونا وائرس اور خواتین مارچ کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: کرونا وائرس ایک مہلک وبا کی طرح دنیا میں پھیل رہا ہے، یہ وبا اچانک دنیا میں کیسے پھوٹ پڑی، نیز شرعی اور میڈیکل کے لحاظ سے کس طرح اس سے بچاؤ ممکن ہے؟

ڈاکٹر حسیب اسلم: کرونا وائرس اپنی نوع کے اعتبار سے کوئی نیا وائرس نہیں ہے۔ 2003ء اور 2010ء میں سعودی عرب اور چین میں اس سے ملتے جلتے وائرس سامنے آئے ہیں۔ سعودی عرب میں وہ اونٹ کے گوشت سے پھیلا کیونکہ یہ وائرس جانوروں میں عرصے سے پایا جاتا ہے لیکن پھر وہ وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے امتحان یا آزمائش کے لیے جانوروں سے منتقل ہو کر انسانوں میں آجاتا ہے اور ان کو بیمار کرتا ہے۔ انسان میں جب کوئی نئی بیماری آتی ہے تو اس کا مقابلہ کرنے کی اس کے جسم کو عادت نہیں ہوتی اس لیے اس کے مدافعاتی عمل کو اپنی فورس بنانے کے لیے وقت لگتا ہے۔ حالیہ نوول کرونا وائرس جو دسمبر 2019ء میں چین میں سامنے آیا۔ جہاں سے یہ انسانوں میں پھیلنا شروع ہوا وہاں سی فوڈ کی ایک منڈی تھی جس میں حلال و حرام چیزیں فروخت ہوتی تھیں۔ چائنیز کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ہر شے کھا جاتے ہیں چاہے وہ حرام ہو یا حلال ہو۔ اس وائرس کے باقی فیملی ممبرز کا فیٹیلیٹی ریٹ اس سے کہیں زیادہ تھا۔ یعنی دوسرے جتنے وائرس تھے ان کے متاثرین میں شرح اموات زیادہ تھی جبکہ کرونا وائرس کے متاثرین میں شرح اموات کم ہے۔ ممکن ہے عام لوگوں کو یہ بات عجیب لگ رہی ہو کہ اس کا مطلب ہے کہ کرونا وائرس کم خطرناک ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ کرونا وائرس دیگر فیملی ممبرز سے زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ اس سے کوئی جلدی نہیں مرتا تو ظاہر ہے اس سے وائرس دوسرے لوگوں میں منتقل ہونے کے امکانات زیادہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے پوری دنیا میں پھیلنے کا خدشہ بڑھ گیا ہے اور WHO نے پوری دنیا میں میڈیکل ایمرجنسی ڈیکلیئر کی ہے۔ جہاں تک امریکہ کی سازش کا تعلق ہے تو اس کے امکان کو بھی رد نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس کو بائیولوجیکل وار فیئر میں استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن ابھی تک اس کا کوئی واضح ثبوت سامنے نہیں آیا۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: چین اپنی معیشت کو بہت ترقی دے رہا تھا کیا اس کی معیشت کو ڈاؤن کرنے کے لیے کسی نے یا امریکہ نے سازش کی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس طرح کی سازش خارج از امکان تو نہیں ہے۔ یعنی اس کو بالکل مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ ابھی تک صرف روس کے میڈیا نے اس حوالے سے بات کی ہے لیکن میرے خیال میں ٹیکنالوجی کے حوالے سے اب چین نے بھی ترقی کر لی ہے اور اس نے براہ راست ایسا مطالبہ یا احتجاج نہیں کیا کہ امریکہ کی طرف سے یہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی افواہوں کی بنیاد پر یہ بات آگے بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر اس طرح کا معاملہ ہوتا تو چین اب تک کسی یقینی نتیجے تک پہنچ چکا ہوتا اور وہ بڑا واضح موقف اختیار کر چکا ہوتا۔ البتہ امریکہ اس وائرس سے سیاسی فائدہ ضرور اٹھائے گا۔

سوال: اس وائرس پر کنٹرول کے حوالے سے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں؟

ڈاکٹر حسیب اسلم: علاج کا مرحلہ تو بعد میں آئے گا لیکن اس بیماری کو روکنے کے حوالے سے یہ کیا جا رہا ہے کہ ایسے مریضوں کو سوسائٹی سے علیحدہ رکھا جا رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی احادیث میں اس حوالے سے ہدایات دی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جہاں کوئی اس طرح کی وبا پھیل جائے تو وہاں کے رہنے والے لوگ اس جگہ کو چھوڑ کر نہ بھاگیں اور نہ باہر کا کوئی آدمی وہاں جائے اور جو وہ علاقہ چھوڑ کر بھاگے گا اس کو ایسے ہی تصور کیا جائے گا کہ جیسے وہ جنگ کا میدان چھوڑ کر بھاگ جائے اور جو اس علاقے میں فوت ہو جائے گا اس کو شہادت کا مرتبہ ملے گا کیونکہ وہ باقی معاشرے کو بچانے کے لیے اپنی جان کی قربانی دے رہا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام میں طاعون کی وباء پھیل گئی۔ وہاں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ گورنر تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سرکاری دورے پر آئے تھے تو انہوں نے شہر کے باہر ہی قیام کیا تھا تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تھا کہ کیا آپ اللہ کی قدرت سے بھاگ رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اللہ کی قدرت سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہی جا رہے ہیں۔

سوال: 8 مارچ کو خواتین کا عالمی دن منایا جاتا ہے، اس کے مقاصد کیا ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اردو کا ایک محاورہ ہے: مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ یعنی کوئی ضرب کہیں لگتا ہے اور اس کا نقصان کہیں اور پہنچتا ہے۔ بیسویں صدی میں یہ محاورہ کفار اور اسلام کے حوالے سے بڑا واضح ہو کر سامنے آیا۔

بیسویں صدی میں دو عالمی جنگیں ہوئیں اور دونوں میں یورپ آپس میں لڑا جس میں متحارب فریقین عیسائی تھے لیکن نتیجہ کے طور پر اُمت مسلمہ کے حصے بخرے ہوئے، خلافت کا ادارہ ختم ہو گیا۔ یعنی لڑائی عیسائیوں کے درمیان ہوئی لیکن نقصان مسلمانوں کا ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پچھلی صدی سے بالواسطہ یا بلاواسطہ مسلمانوں کو ہی ٹارگٹ کیا جا رہا ہے۔ اب یہ خواتین کے حوالے سے جو دن منایا جاتا ہے، حقوق نسواں یا آزادیٔ نسواں کی بات کی جاتی ہے تو اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کے معاشرتی نظام کو کمزور کیا جائے۔ اہل یورپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم مسلمانوں پر سیاسی اور معاشی لحاظ سے فتح حاصل کر چکے ہیں لیکن وہ سوچتے ہیں کہ یہ فتح ادھوری ہے جب تک ہم مسلمانوں کو معاشرتی سطح پر بھی فتح نہیں کر لیتے لہٰذا اب انہوں نے پوری طاقت سے ہماری معاشرت پر حملہ کیا ہے کیونکہ ان کے خیال میں مسلمانوں کا خاندانی نظام ابھی قائم ہے جس کی وجہ سے مسلمان ابھی کھڑے ہیں۔ الحمدللہ! مسلمانوں میں ابھی تک معاشرتی روایات کی پاسداری ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مخلوط معاشرت سے معاشرے میں بے حیائی اور فحاشی پھیلتی ہے جس سے ایسے جرائم پروان چڑھتے ہیں جن سے سارا معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے۔ بے پردگی دراصل بے حیائی کی طرف پہلا قدم ہے اور پھر آگے اس برائی کے راستے کھلتے چلے جاتے ہیں اور انسان بے راہ روی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی لیے ایک مغربی فلسفی فرائڈ نے جنسی جذبے کو سب سے زیادہ پاورفل جذبہ قرار دیا ہے۔ پھر ماضی قریب میں امریکی صدر بل کلنٹن نے کہا تھا کہ عنقریب ہماری آبادی کی اکثریت ناجائز طور پر پیدا ہونے والوں پر مشتمل ہو گی۔ مغرب معاشرتی لحاظ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور اب وہ مسلمان معاشروں کو بھی نشانہ بنانا چاہتا ہے۔ یقیناً ہماری جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت بھی بہت ضروری بلکہ لازم ہے لیکن جب تک ہم اپنی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت نہیں کریں گے تب تک ہم دشمنوں کے وار سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ ہماری اسلامی اقدار کی حفاظت ہمیں زیادہ محفوظ رکھ سکتی ہے۔

سوال: ایشیا سرخ ہے، میرا جسم میری مرضی اور اب خواتین مارچ جیسے نعروں کا کیا مقصد ہے اور ہمیں اس پر کیا ردعمل دینا چاہیے؟

شجاع الدین شیخ: یہ ایک مستقل سازش کا معاملہ ہے۔ مسئلہ صرف 8 مارچ کو خواتین ڈے کا نہیں ہے بلکہ ہمارے نصاب تعلیم کو دیکھا جائے تو اس میں بھی ایسی باتیں آ رہی ہیں اور اب ان چیزوں کو گلی کوچوں میں عام کیا جا رہا ہے۔ پھر میڈیا کے پروگراموں کے ذریعے بھی ہماری دینی اقدار کو ختم کیا جا رہا ہے۔ ہمارا دین حیا، مضبوط خاندانی نظام، عورت کی عفت اور عورت کے حجاب وغیرہ کے حوالے سے جو اصول عطا کرتا ہے ان سب کے خلاف بڑی بے باکی اور جرأت کے ساتھ سازش کی جا رہی ہے۔

سوال: کیا ہماری حکومت بیرونی دباؤ میں آ کر بے حیائی کو سپورٹ کر رہی ہے؟

شجاع الدین شیخ: ہم اپنے پروگراموں میں یہ بات کر چکے ہیں کہ ہماری موجودہ حکومت کے نقطہ نظر سے جو معاشی جبر و استحصال کا معاملہ ہے اسی کو انہوں نے فوکس کیا ہے۔ لیکن معاشرتی اور خاندانی نظام کے حوالے سے اسلام نے جو تعلیمات دی ہیں وہ موجودہ حکومت کے منشور میں بالکل بھی شامل نہیں ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ عمران خان نے کراچی یونیورسٹی میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ آپ کے اوپر کوئی روک ٹوک نہیں ہو گی، آپ پر کوئی پابندی نہیں لگائی جائے گی۔ ان کا یہ موقف تو انتخابی مہم کے دوران واضح طور پر پیش کیا گیا۔ عمران خان یوٹرن کے چیمپئن ہیں۔ انہیں اس حوالے سے بھی یوٹرن لینا چاہیے۔ ہم تو تقاضا کرتے ہیں کہ ان کی اہلیہ محترمہ کا جو ڈریس کوڈ ہے اس کو پورے ملک میں نافذ کریں۔ بیرونی طاقتوں کا دباؤ بھی واضح نظر آتا ہے۔ آئی ایم ایف والوں کے ساتھ جو مذاکرات ہو رہے ہیں اور ایف اے ٹی ایف کی گرے لسٹ سے نکالنے کی جو باتیں ہو رہی ہیں تو یہ دباؤ کے ہی ذرائع ہیں۔ ظاہر ہے ان کی طرف سے جو تقاضے آ رہے ہیں وہ بالکل واضح ہیں کہ ہم ان کی ساری باتیں مانتے چلے جا رہے ہیں۔ مجھے تعلیمی اداروں میں جانے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ وہاں سرکاری ملازمین کے مطابق بیرونی فنڈنگ کرنے والے لوگ ان اداروں میں آتے رہتے ہیں اور پیسے زیادہ دے کر ہمارے نصاب میں اپنی پسند کی چیزیں شامل کروا لیتے ہیں۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ بالکل درست فرماتے تھے کہ پہلے ہم سیاسی اور معاشی حوالے سے ان کے مطالبات مانتے چلے جاتے تھے اور اب وہ ہماری معاشرتی اقدار کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ یعنی یہ دجال کا وہ آخری وار ہے جس کے نتیجے میں گھروں کو برباد ہونا ہے۔ یہ دجال کے ایجنٹ اسی بربادی کے لیے کوششیں کر رہے ہیں کہ ہمیں بھیک کے نام پر کچھ ٹکڑے دے کر اپنی تہذیب کو ہمارے اوپر غالب کر دیں۔

> ہم عمران خان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کی اہلیہ محترمہ کا جو ڈریس کوڈ ہے اس کو پورے ملک میں نافذ کریں۔

سوال: خواتین مارچ پر بحیثیت مسلمان ہمارا ردعمل کیا ہونا چاہیے؟

شجاع الدین شیخ: میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی دین کا درد رکھنے والے لوگ ہیں وہ سب اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ ہمارے پاس جو بھی پلیٹ فارمز ہیں ان سے اس کے خلاف آواز اُٹھنی چاہیے، سوشل میڈیا یا اور ممبر و محراب سے بھی اس کے خلاف آواز اُٹھے۔ علماء اور مذہبی جماعتوں کا سب سے بڑا کام منکرات کو روکنا ہونا چاہیے کیونکہ یہ ان کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ قرآن حکیم میں بنی اسرائیل کے علماء کو جو سرزنش کی گئی اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ انہوں نے منکرات کو روکنے کے فریضے کو چھوڑ دیا تھا۔ جب کوئی جماعت منکرات کے خلاف آواز اُٹھاتی ہے تو اس کا اثر لازمی ہوتا ہے۔ ہمیں اس کو اپنی ذمہ داری سمجھنا چاہیے اور اس کے آگے بند باندھنے کی کوشش کرنی چاہیے ورنہ ہمارے نوجوان بے راہ روی کی طرف جا رہے ہیں بالخصوص ہماری ایلیٹ کلاس تو اس فتنے سے بہت زیادہ متاثر ہو رہی ہے۔

سوال: کیا بے حیائی کے وائرس کا بھی کرونا وائرس کی طرح جنگی بنیادوں پر مقابلے کی ضرورت ہے؟

ڈاکٹر حسیب اسلم: ان دونوں وائرسز میں کافی چیزیں مشترک ہیں۔ کرونا وائرس اگر چین میں ہے تو اسے دنیا میں پھیلنے کے لیے کسی ویزے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اسی طرح بے حیائی اور فحاشی اگر پھیلتی ہے تو وہ صرف کسی ایک خطے تک محدود نہیں رہے گی بلکہ اس کے اثرات دنیا میں چاروں طرف پھیلیں گے۔ یہ مسئلہ صرف مغرب اور مشرق کا نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کی رو سے شیطان انسان کا دشمن ہے اور وہ اسے بے لباس کرنا چاہتا ہے۔ سورۃ الاعراف مکی سورت ہے اور اس میں قصہ آدم و ابلیس کے ذیل میں یہی بات کہی گئی ہے اور مکی سورتوں میں

مخاطب صرف مسلمان نہیں ہیں بلکہ تمام بنی آدم ہیں:

’’اے آدم کی اولاد‘ ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہاری شرم گاہوں کو ڈھانپتا ہے اور آرائش و زیبائش کا سبب بھی ہے۔ اور (اس سے بڑھ کر) تقویٰ کا لباس جو ہے وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت اخذ کریں۔ اے بنی آدم (دیکھو اب) شیطان تمہیں فتنہ میں نہ ڈالنے پائے‘ جیسے کہ تمہارے والدین کو اُس نے جنت سے نکلوا دیا تھا (اور) اُس نے اُتروا دیا تھا ان سے ان کا لباس‘ تاکہ ان پر عیاں کر دے ان کی شرم گاہیں۔ یقیناً وہ اور اس کی ذریت وہاں سے تم پر نظر رکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں دیکھ نہیں سکتے۔ ہم نے تو شیاطین کو ان لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔‘‘ (الاعراف:27،26)

ان آیات میں باقاعدہ کہا گیا ہے کہ ہم نے تمہارے لیے لباس کو نازل کیا ہے جو تمہاری شرمگاہوں کو ڈھانپتا ہے اور تمہارے لیے زینت کا بھی باعث ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ہے۔ گویا جانوروں اور انسانوں میں فرق کرنے والی ایک شے یہ لباس ہے۔ آج کے دور میں جتنے بھی مسائل ہیں مثلاً بیماریاں، غربت، ماحولیاتی آلودگی وغیرہ ان سب کے حوالے سے آج کا انسان حساس ہے اور ان کے خلاف آواز بھی اُٹھائی جاتی ہے۔ لیکن فحاشی اور بے حیائی کا سیلاب ایسا ہے کہ پوری دنیا اس میں بہہ رہی ہے لیکن کوئی اس کے خلاف آواز نہیں اٹھاتا۔ کسی کو احساس تک نہیں ہے کہ اس سے لوگوں کے اخلاق، زندگیاں، گھر اور معاشرے خراب ہو رہے ہیں۔ یعنی شیطان نے جنت میں حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے ساتھ جو دشمنی کی تھی اس کو آج بھی شیطان کامیابی سے آگے بڑھا رہا ہے۔ ہمیں اسے پوری انسانیت کا مسئلہ سمجھنا چاہیے۔ اسلام خاندانی نظام کا تحفظ کیوں چاہتا ہے؟ شریعت کے بنیادی مقاصد کیا ہیں؟ ظاہر ہے اس کا بنیادی مقصد انسان کی جان، مال، عقل، نسل اور دین کا تحفظ ہے۔ اس میں تحفظ نسل بہت اہم ہے۔ اسلام پیدا ہونے والے بچے کو پیدائشی حق دیتا ہے کہ اس کا ایک خاندان ہو، ماں باپ ہوں وغیرہ۔ لیکن فحاشی اور عریانی کے بعد یہ حق کھو جاتا ہے اور پھر انسانی حقوق کی تذلیل ہوتی ہے۔

سوال: کیا بے حیائی کے وائرس کو روکنا حکومت کی ذمہ داری نہیں؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان اسلامی ریاست نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کا ملک ہے کیونکہ یہاں مسلمان تقریباً 97 فیصد ہیں۔ ہم کہیں گے یہاں اسلامی اقدار تو ہونی چاہئیں۔ لیکن مسلمان ممالک کے حکمرانوں کو سب سے زیادہ عزیز اپنا اقتدار ہوتا ہے بلکہ یہ ان کی کمزوری بن چکی ہے جس کو مغرب نے اچھی طرح استعمال کرنا جان لیا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مسلمان اقتدار کا بہت بھوکا ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ ان کو ٹاسک دیتے ہیں کہ فلاں فلاں کام کرو گے تو اقتدار مستحکم رہے گا اور ہمارے مسلم حکمران اپنی کرسی کی خاطر ان کی ہر بات ماننے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

سوال: جنسی بے راہ روی کے وائرس سے نئی نسل کو کیسے بچایا جا سکتا ہے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: اس ایشو کے دو حصے ہیں۔ ایک تو یہ سب کچھ سیکولرازم کے ذریعے کیا جا رہا ہے۔ سیکولرازم سائنس اور facts کو فالو کرنے کا نام ہے۔ لیکن سیکولر دنیا کی یہ بددیانتی ہے کہ وہ مرد اور عورت کے معاملے میں سائنسی اصولوں کو بالکل نظرانداز کر دیتے ہیں۔ سائنس کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ خلیہ کی حیثیت کسی بھی جاندار کے بنیادی یونٹ کی ہے اور خلیہ کے اندر کروموسومز کی حیثیت سافٹ ویئر کی سی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہارڈ ویئر کمپیوٹر کا visible part ہوتا ہے جبکہ سافٹ ویئر invisible part ہوتا ہے۔ ہارڈ ویئر کوئی سا بھی ہو چاہے لیپ ٹاپ ہو، ڈسک ٹاپ ہو، نوٹ بک ہو یا موبائل فون ہو وہ وہی چیزیں ظاہر کرے گا جیسا اس کے اندر سوفٹ ویئر انسٹال ہوا ہوگا۔ اب سوفٹ ویئر کے اعتبار سے مرد اور عورت میں فی خلیہ ایک کروموسوم کا فرق ہوتا ہے۔ انسان کے اندر 46 کروموسومز اور 23 جوڑے ہوتے ہیں۔ ان میں سے مرد اور عورت کا ایک جوڑا برابر نہیں ہوتا۔ اگر انسان کے جسم میں پچاس کھرب سیلز ہیں تو ان کو 1/46 سے ضرب دے کر دیکھیں کہ مرد اور عورت کی ساخت میں یہ فرق کہاں تک پہنچتا ہے۔ لہٰذا سائنسی لحاظ سے بھی یہ ماننا پڑتا ہے کہ مرد اور عورت ایک جیسے نہیں ہیں۔ اگر آپ ان دونوں کو ایک جیسے نہیں مانتے تو پھر ساری کی ساری اسلامی تعلیمات صحیح ثابت ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ دو مختلف وجود ہیں، ان کی ساخت، نفسیات، کیمسٹری، بائیو کیمسٹری وغیرہ سب کچھ مختلف ہے اور اسی کے مطابق ہمارے دین کے احکام ہیں۔ دوسری بات عملی اعتبار سے ہے۔ ہمارے دین میں غیر محرم مرد اور عورت کے درمیان پردے کے جو احکامات ہیں ان پر اگر عمل کیا جائے گا تو پھر بڑی آسانی کے ساتھ سارے مسائل حل کیے جا سکتے ہیں۔ اگر آسمانی راہنمائی کو سامنے رکھا جائے گا تو اس میں انسان کو آسانی ہوگی۔ لیکن اگر اپنے ذہن سے سوچ کر چلے گا تو غلطی کا امکان ہوگا۔ جبکہ غلط سوچ کو اپنا کر چلے گا تو وہ صریح غلطی ہوگی جو معاشرے کے لیے بھی نقصان دہ ہوگی۔ قرآن مجید میں بڑے واضح طور پر یہ بات کہی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو مردوں کے لیے پرکشش بنایا ہے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ عورت ناقص العقل ہے۔ یعنی وہ ٹریپ ہو جاتی ہے۔ مرد اس کو ڈائریکٹ یہ نہیں کہتا ہے کہ میں تم سے انجوائے کرنا چاہتا ہوں بلکہ اس کو مختلف حیلوں بہانوں سے اس طرف قائل کرتا ہے کہ تم پر ظلم ہو رہا ہے، تمہیں گھر میں قید کر کے رکھا گیا ہے وغیرہ اور وہ اپنی کم عقلی، جذباتیت اور کم فہمی کی وجہ سے اس کی باتوں میں آ جاتی ہے اور اپنی عزت داؤ پر لگا دیتی ہے۔ ورنہ دین نے جو نظام دیا ہے اس کے مطابق اسے معاش اور مینجمنٹ کی ذمہ داری سے آزاد کیا گیا ہے۔ بلکہ اس کے ذمہ گھر کی حفاظت اور بچوں کی پرورش لگائی ہے جو اس کی اصل ذمہ داری ہے۔ اسی کے لیے اس کا جسم اور مزاج اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ لیکن عورت جب اپنے اس مقام سے ہٹ کر مردوں کے شانہ بشانہ آتی ہے تو پھر وہ اپنا نقصان کرتی ہے اور مرد اس کا استحصال کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے پورے معاشرے میں فساد پیدا ہوتا ہے۔

سوال: اس فساد سے بچنے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

ڈاکٹر عبدالسمیع: اس کے لیے ہمیں اسلام کی طرف لوٹنا چاہیے لیکن سوال یہ ہے کہ ہم اسلام کی طرف کیوں لوٹیں گے یا تو ہم ایمان سے مغلوب ہوں اور قرآن مجید سے راہنمائی لیں، نبی اکرم ﷺ کو اپنا امام مان لیں۔ لیکن اگر سائنسی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو پہلے اس بات کو پروموٹ کیا جائے کہ مرد اور عورت دونوں ایک جیسے نہیں ہیں۔ ہمیں مخلوط معاشرت سے بچنا چاہیے۔ ایسا ماحول بنانے کی ضرورت ہے جو ماضی میں ہمارے بزرگوں نے اختیار کیا کہ بچے جب جوان ہوتے تھے تو ان کو اسلامی زندگی گزارنے کے لیے اپنے بڑوں کے نقشِ قدم پر چلنا پڑتا تھا۔ وہ ایسا ماحول ہوتا تھا کہ چھوٹے بچے اس سے اپنے آپ کو نکال نہیں سکتے تھے۔ اس وقت بچوں اور بچیوں کی خود بخود علیحدگی ہو جاتی تھی۔ یعنی ہماری پرانی روایات کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

سوال: بے حیائی کے فتنے کے خلاف ہمارے عملی اقدامات کیا ہونے چاہئیں؟

ڈاکٹر حسیب اسلم: اس وقت مذہبی طبقات کی بڑی گہری ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ عوام کو اس حوالے سے آگاہی دیں اور اس حوالے سے ان میں شعور کو اُجاگر کریں۔ اس وقت لبرل، سیکولر، سوشلسٹ، فیمینسٹ لوگوں کا ایک بلاک بن رہا ہے۔ ان کے پیش نظر یہ ہے کہ معاشرے کے نچلے اور مظلوم طبقے کو اٹھایا جائے۔ بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ علامہ اقبال سمجھتے تھے کہ مغرب کے افکار میں اسلامی نظریات موجود ہیں لیکن اس کے اوپر سیکولر اور فحاشی اور عریانی کا خول چڑھا دیا گیا ہے۔ مغرب میں یہ نظریات اس لیے پیدا ہوئے کہ وہاں پوپ کی حکومت تھی اور مذہبی طبقے نے واقعی عوام کے اوپر ظلم کیا ہوا تھا۔ اسی طرح وہاں سرمایہ دارانہ بادشاہت نے بھی عوام کا استحصال کیا۔ وہاں قوم پرستی نے بھی عورتوں پر بڑا ظلم کیا۔ اسی طرح کے کچھ اشارے ہمیں اپنی قدیم روایات میں بھی ملتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری قدیم روایات میں اچھائیاں بہت تھیں لیکن ان میں کچھ خرابیاں بھی تھیں جیسے عورتوں کو وراثت میں حق دینے سے ہم بھی پس وپیش کرتے تھے۔ ان سب چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں یہ طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے کہ عورت کے اصل اسلامی حقوق کو اُجاگر کریں۔ یعنی جو لوگ عورت کے حقوق کے نام پر عورت کو تماشا بنا رہے ہیں ان کے مقابلے میں ہم عورت کے اسلامی حقوق بیان کریں گے تو اس سے عورت کو عزت اور مقام بھی ملے گا اور اس حوالے سے مغربی سازشوں کا مقابلہ بھی کیا جا سکے گا۔

ایوب بیگ مرزا: اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیے ہیں ان کی گواہی غیر مسلم بھی دیتے ہیں۔ انڈیا میں ایک زمانے میں شاہ بانو کیس بہت مشہور ہوا تھا لیکن اس کیس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ اس وقت کے بھارتی وزیر اعظم راجیو گاندھی نے باقاعدہ پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ مجھے اس حوالے سے مطالعہ کا اتفاق ہی نہیں ہوا لیکن اب میں نے مطالعہ کیا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیے ہیں دنیا میں کسی مذہب نے اتنے حقوق نہیں دیے۔ گویا جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(13 تا 19 فروری 2020ء)

☆ جمعرات (13 فروری) کو صبح 09:30 بجے دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی جو ظہر تک جاری رہا۔

☆ جمعہ (14 فروری) کو قرآن اکیڈمی میں مرکزی شعبہ نشرواشاعت کے ذمہ داران کی مشاورت سے پریس ریلیز جاری کی۔

☆ ہفتہ (15 فروری) کو قرآن اکیڈمی میں حلقہ پنجاب شمالی کے سہ ماہی پروگرام میں ویڈیو خطاب کے لیے بعد نماز ظہر ویڈیو ریکارڈنگ کروائی۔ اسی روز بعد نماز عصر قرآن اکیڈمی میں تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ کو بنانے اور چلانے میں تعاون کرنے والے دو رفقاء سے ملاقات کی۔ اس موقع پر نائب امیر اور انچارج شعبہ سمع وبصر بھی موجود تھے۔

☆ پیر (17 فروری) کو قرآن اکیڈمی میں تنظیمی امور نمٹائے۔

☆ منگل (18 فروری) کو قرآن اکیڈمی میں بعد نماز عصر کراچی سے آئے ایک رفیق نے اپنے بیٹے کے ہمراہ امیر محترم سے ملاقات کی۔

☆ بدھ (19 فروری) کو دن 11:00 بجے دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں امریکہ سے آئے ایک حبیب نے اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ امیر محترم سے ملاقات کی۔ اس موقع پر نائب امیر، ناظم اعلیٰ اور ناظم بیرون پاکستان بھی موجود تھے۔ اسی روز بعد نماز ظہر گجرات سے آئے ہوئے مرزا محمود بیگ سے ملاقات رہی۔ اس موقع پر نائب امیر بھی موجود تھے۔

تازہ شمارہ
جنوری تا مارچ 2020ء

دعوت رجوع الی القرآن کا نقیب
علوم وحکم قرآنی کا ترجمان

سہ ماہی **حکمت قرآن** (لاہور)

بیاد: ڈاکٹر محمد رفیع الدین ــــ ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اِس شمارے میں

انبیاء ورُسل علیہم السلام کا مقصدِ بعثت
اور تشکیلِ اُمت کا قرآنی بیانیہ ـــــ حافظ عاطف وحید
مِلاکُ التأویل (۲۰) ـــــ ابوجعفر احمد بن ابراہیم الغرناطی
فکرِ اقبال کی روشنی میں
اُمتِ مسلمہ کے مستقبل کی تشکیلِ نو ـــــ انجینئر مختار حسین فاروقی
زوجین میں علیحدگی اور اصول واحکامِ شریعت ـــــ پروفیسر حافظ قاسم رضوان

افاداتِ حافظ احمد یارؒ ''ترجمہ قرآن مجید مع صرفی ونحوی تشریح'' اور محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا دورۂ ترجمہ قرآن بزبانِ انگریزی Message of The Quran تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے

☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 70 روپے ☆ سالانہ زرتعاون: 280 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-042-35869501

یہ اعمالِ بد کی ہے پاداش!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ٹرمپ نے سٹیٹ آف دی یونین خطاب میں اپنے وعدے کا اعادہ کیا کہ افغانستان میں طویل ترین امریکی جنگ سے وہ اپنی فوج کو نکال لائیں گے۔ نیز یہ بھی کہا کہ ہمیں دوسرے ممالک میں قانون لاگو کرنے والی ایجنسی کا کردار ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا! طالبان کے ساتھ مذاکرات جاری رکھنے کی حمایت کی۔ ادھر طالبان ترجمان نے امریکہ کو مذاکرات میں رکاوٹ کا ذمہ دار ٹھہرایا: ''ہمارا مؤقف مبنی براصول ہے، ہم باہم متحد و متفق ہیں، اپنے مخالفوں کی طرح لڑکھڑاہٹ کا شکار نہیں ہیں''۔ اگرچہ ٹرمپ بار بار کہہ چکا ہے کہ خون اور خزانہ دونوں اس جنگ میں لٹ اور برباد ہو رہے ہیں۔ لیکن اس جنگ کی چھچھوندر امریکہ کے حلق میں ایسے پھنسی پڑی ہے کہ نہ اگلے بن پڑے نہ نگلے! اگرچہ حق و باطل کی دشمنی اصلاً تو اتنی ہی اٹل ہے جتنی چوہے اور بلی کی یا سانپ اور نیولے کی! چوہے بلی کو مذاکرات کی میز پر بٹھا کر صلح صفائی کروانے کی کوشش ہو تو فوراً ہی مذاکرات کی میز، کھانے کی میز میں تبدیل ہو جائے۔ امریکہ افغانستان مذاکرات کا بھی یہی حال ہے۔ گیارہ ادوار ہو چکے لیکن حالیہ واقعات کی طرح پس منظر میں طالبان کے حملے چل رہے ہیں، 2 امریکی ہلاک 6 زخمی نوعیت کے! برسرزمین حقائق یہی ہیں۔ ادھر امریکی فضائیہ میں بڑی تعداد میں اہلکار مسلسل خودکشیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ 2019ء میں 84 نے خودکشی کی ہے۔

نائن الیون کے بعد دنیا میں بھڑکائی سپر پاوری دہشت گردانہ جنگوں میں ہر مسلمان ملک میں نہتے شہریوں پر فضائیہ کا بے رحمانہ استعمال کیا گیا ہے۔ بالخصوص افغانستان، عراق، شام اور یمن۔ انسانی ضمیر اللہ نے بہت قوی بنایا ہے۔ درندگی کا ارتکاب اسے کسی پل چین نہیں لینے دیتا، یہاں تک کہ وہ ضمیر کا گلا گھونٹتے بالآخر خود پھندے پر چڑھ جاتا ہے۔ فاعتبروا یااولی الابصار۔

امریکہ کی شروع کی گئی جنگوں نے ان ممالک کی جس طرح اینٹ سے اینٹ بجائی اس کی بدترین مثال شام کی ہے، جہاں وہ اب روس کے حوالے کر کے نکل گیا۔ امریکی پائلٹ سکون کی زندگی کیونکر پا سکتے ہیں لاکھوں انسانوں مردوں، عورتوں اور بچوں کی زندگی چھین کر، لاکھوں کی زندگی کے ہر لمحے میں درد وغم بھوک افلاس دربدری، ٹوٹے بکھرے خاندان برباد اور قبرستان آباد کر کے! یہ تو دنیا میں مکافاتِ عمل ہے۔ ہمارے حقیقی بدلے تو اس دن اتریں گے جب ایک طرف لامنتہا شہداء عالی مقام ہوں گے اور دوسری طرف دنیا بھر کے فراعنہ و نمارود۔ ہم اس دن کا انتظار صبر سے کر رہے ہیں! بقول ملا عمرؒ...... ''تمہارے پاس گھڑی ہے (جس کے سیل ختم ہونے کو ہیں)، ہمارے پاس وقت ہے جو لامنتہا ہے!'' شام پر مسلم دنیا کی خاموشی بھی سفاکی کی انتہا ہے! منہ موڑے بیٹھے ہیں۔

ہمارے ہاں سرکاری ترجمان فردوس عاشق بی بی ادھوری بات کرتی ہیں۔ کہتی ہیں: نئے پاکستان میں کوئی کسی کی جیب پر ڈاکا نہیں ڈال سکتا۔ مکمل بات اوّل تو یہ کہ سارے ڈاکا حقوق آئی ایم ایف کے نام محفوظ ہیں۔ دوم یہ کہ ساری جیبیں پھٹ چکی ہیں، ٹکا نہیں بچا، ڈاکا کہاں پڑے گا! کہتی ہیں کہ تبدیلی کے لیے سخت فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ تبدیلی میں یہ تو ہم دیکھ چکے کہ اس دور میں سبھی نے عوام کو مؤنث لکھنا شروع کر دیا...... کیونکہ اور کچھ بدلے نہ بدلے عوام اس تبدیلی کی زد میں آ گئے ہیں۔ مشرقی روایتی خاتون کی طرح خاموش سب سہے جاتی ہے!

اسی دوران بچوں سے زیادتی و قتل پر برسرِ عام پھانسی کی قرارداد قومی اسمبلی میں کثرت رائے سے منظور ہوگئی۔ دیر آید درست آید۔ تاہم حسب دستور اور حسب توقع فواد چودھری تڑپ اٹھے۔ فرمایا: ''ایسے قوانین تشدد پسند معاشروں میں بنتے ہیں''۔ اور رواداری میں گندھے نرم طبیعت مغربی معاشروں میں؟ وہاں یہ جرم ڈٹ کر پھلتا، پھولتا اور پنپتا ہے۔ یہ جرم نہ صرف ان معاشروں کا ناسور ہے بلکہ ان جرائم پر مبنی ویب سائٹس اربوں ڈالر کا کاروبار کرتی ہیں جن میں بچوں کی پورنوگرافی نوعیت کے شرمناک اور گھناؤنے جرائم شامل ہیں۔ وزیر صاحب وزارت کا بارِگراں ایسے ''تشدد پسند معاشرے'' میں کیوں اٹھائے پھر رہے ہیں؟ وہیں چلے جائیں جا بسیں، وہ آپ کی روشن خیالی پر آپ کے محب و مربی مشرف کی مانند آپ کی اچھی میزبانی کریں گے۔ فرق یہی ہے کہ اسلام مجرم کو طاعون کے چوہے کی طرح معاشرے میں کھلا پھرنے اور بیماری پھیلانے کی اجازت نہیں دیتا۔ معاشرے کے تحفظ کے لیے کڑی سزا دیتا اور باقی کا نفسیاتی آپریشن اور سدّ باب کر دیتا ہے۔

شریعت عوام الناس کو تحفظ دیتی ہے۔ قانونِ اسلام عوام کے لیے امن و سلامتی لے کر آتا ہے۔ شریعت کا خوف ہماری حکومتوں اور مجرموں کو ہوتا ہے۔ ولکم فی القصاص حیوۃٌ یا اولی الالباب۔ ''اے ہوش مندو، خرد مندو! تمہارے لیے (قاتل سے) قصاص میں زندگی ہے!'' قبل از نائن الیون اسلامی امارات افغانستان امن و عافیت کا گہوارہ ان قوانین کے بے لاگ اطلاق کی بنا پر تھا۔ اپنی تاریخ میں پہلی مرتبہ افغانوں نے اپنے ہتھیار حکومت کے پاس جمع کروا دیے تھے کیونکہ امن و امان مثالی تھا۔ شرعی قوانین کی پابندی نے جرائم کا مٹھ مار دیا تھا۔ یہ وزراء کی دیدہ دلیری کی انتہا ہے کہ قرآن کے احکام سے تجاوز کر کے زبان ان کے خلاف کھولنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ پکے رنجیت سنگھ کے مرید ہیں۔ آئین اور پاکستان کے قائدین کے تمام تر فرمودات (بسلسلہ نفاذ شریعت) کے علی الرغم اس قرارداد پر بھی متوحش ہیں۔ ایسوں کے ہوتے قرارداد، قانون میں کیونکر ڈھلے گی! دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک!

لیکن یہ ضرور غور فرمایئے گا کہ تجاوزات اگر دنیاوی، تعمیراتی ہوں تو آپ کی حکومت آؤ دیکھے نہ تاؤ۔ بلڈوزروں سے لوگوں کے کاروبار بھی ڈھا دے، اپنی حقیر سی قوتِ حکمرانی استعمال کر کے۔ اللہ کے دین سے تجاوزات کا قہر آپ نے برپا کر رکھا ہے۔ فما ظنکم برب العالمین۔ (آخر تمہارا تمام جہانوں کے پروردگار بارے گمان کیا ہے؟) سمجھ کیا رکھا ہے؟ (بہ زبان

ابراہیم علیہ السلام، جوانہوں نے اپنی جاہل قوم سے کہا تھا۔) شریعت سے معاشی تجاوزات میں سود اور ناجائز محصولات سے عوام کو نچوڑ ڈالنا۔ معاشرتی، ابلاغی، تجاوزات میں پورے ملک میں روشن خیالی کے نام پر بے حیائی، فحاشی، فنون لطیفہ کے پردے میں طوفان بدتمیزی کھڑا کر دینا۔ تعلیمی تجاوزات میں یکساں تعلیمی نظام کے نام پر اسلام اور نظریۂ پاکستان کی جگہ دجالی ہیومنزم (انسانیت پرستی) لا رائج کرنا۔ اپنی کشکول بھری رکھنے کو مغربی آقاؤں کے دباؤ میں آ کر سرتاپا سارے نصاب بدلے۔ نسلوں کے دل و دماغ، سیرت و کردار سے اسلام نکال پھینکنے اور گلوبل ویلیج کے فدوی غلام بن کر رہنے کا سامان کر رہے ہیں۔ موم بتی مارکہ محدود وسول سوسائٹی تھی، اب پورا پاکستان ہی، مدارس سمیت اسی بھینٹ چڑھائے جانے کو ہے۔

''امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی'' کے زیر حکم قرآنی احکام و تصورات اور طرزِ حیات سے (بالخصوص جہاد، عقیدۂ رسالت بسلسلہ شان رسالتؐ و ختم نبوت) غزوات سے نصابوں کو تہی دامن کر دیا جائے گا۔ قادیانی اور گستاخان پھلیں پھولیں گے۔ مسلمانوں کے رگ و پے میں قوت اور بجلی بھر دینے والے خلفائے راشدین اور جرنیل صحابہؓ و طارق بن زیاد، صلاح الدین ایوبیؒ جیسے زعماء کی جگہ نچنے گویّے یا حد سے حد کھلاڑی نمونہ عمل بنا کر پیش کیے جائیں گے۔ مختصراً یہ کہ...... ''روح محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو'' کا اہتمام ہے۔ مسلمان نسلیں سراپا تحمل و رواداری ہوں اور تم خونخوار درندگی سے ہمارے ملک اجاڑتے رہو، ہم پر کٹھ پتلیاں بٹھا کر؟

مدارس کو قومی دھارے میں لانے کا جو پہاڑہ یہ دن رات پڑھتے ہیں تو وہ قومی دھارا ہے کیا؟ ناچ رنگ، لسانی تنظیمیں جامعات میں باہم سر پھٹول پر کمربستہ۔ معیار تعلیم کو اختلاط نے عشق عاشقی میں غرق کر کے تباہ کر دیا۔ پرچے آؤٹ ہونا، نقل، بوٹی مافیا۔ سرکاری جامعات سے 2019ء میں ہزاروں طالبات کی ہراسانی کی شکایات اساتذہ کے خلاف آئی ہیں۔ انگریزی کے شوق میں اردو بھی کھو گئی۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ چنگبری زبان والی نئی نسل جو دونوں زبانوں سے فارغ ہو چکی ہے۔ صرف موبائیلی، سوشل میڈیائی زبان جانتی ہے۔ یہ ہے عصری تعلیم کا قومی دھارا۔ جبکہ مدارس میں محنت، لگن، اساتذہ کا احترام، زبان و ادب (اردو۔عربی) پر عبور، قرآن وحدیث حرز جان! (جس نے دنیا پر حکمرانی کا اہل بنایا، تین براعظموں پر حکمرانی دی)۔ ضرورت تو یہ تھی کہ نظریۂ پاکستان اور آئین سے مطابقت رکھنے والے اس نظام کو (معدودے چند اصلاحات کے ساتھ) قومی دھارا قرار دے کر عصری تعلیم کو زندہ کرنے اور آزاد و خود مختار ایٹمی پاکستان کے شایانِ شان بنایا جاتا۔ تعلیم نری معلومات نہ ہوتیں بے روح بے ضمیر۔ بلکہ تربیت ہمراہ ہوتی سیرت و اخلاق سنوارنے کو!

یہ اعمالِ بد کی ہے پاداش ورنہ
کہیں شیر بھی جوتے جاتے ہیں ہل میں!

رفقاء متوجہ ہوں
ان شاء اللہ

''مسجد فاطمہ، جامع القرآن حشمت کالونی، ہارون آباد'' میں

یکم تا 07 مارچ 2020ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

اور

06 تا 08 مارچ 2020ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء و معاونین متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

برائے رابطہ: 0333-6305730 / 0308-7253930

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)35473375-79

رفقاء متوجہ ہوں
ان شاء اللہ

''قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، کراچی'' میں

13،07 / مارچ 2020ء (بروز ہفتہ نماز عصر تا جمعۃ المبارک)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-
☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

15،13 / مارچ 2020ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء و معاونین متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0345-2789591 / 021-34816580-1

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)35473375-78

جہاد فی سبیل اللہ

شجاع الدین شیخ

''جہاد فی سبیل اللہ'' کے حوالے سے ہمارے ہاں بہت مغالطے ہیں۔ جب ہم قرآن کی چند آیات کا مختصر مطالعہ آپ کے سامنے رکھیں گے تو اندازہ ہوگا کہ ہر بندۂ مومن کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کے عمل میں مصروف ہونا لازم ہے۔ سب سے پہلے سورہ حج کی آیت 78 کو دیکھیں جس میں فرمایا گیا کہ ''اور جہاد کرو اللہ کے راستے میں جیسا کے اس (کے راستے) میں جہاد کا حق ہے۔''

یہ تاکیدی اسلوب میں جہاد فی سبیل اللہ کا حکم ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کا عملی ثبوت سورہ توبہ کی آیت 24 میں بیان ہوا ہے جہاں ارشاد ہوا کہ کہہ دیجیے (اے نبی ﷺ!) اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہارے رشتے دار اور وہ مال جو تم نے محنت سے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں خسارے سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جو تمہیں پسند ہیں، اگر تمہیں زیادہ محبوب ہیں اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ اپنا فیصلہ (یعنی تمہاری موت) اور اللہ ایسے نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔''

اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے عملی محبت کا اظہار جہاد فی سبیل اللہ کا عمل ہے۔ دل میں ایمان حقیقی ہونے کی لازمی علامت کے حوالے سے سورہ حجرات آیت 15 میں فرمایا گیا کہ ''مومن تو بس وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر شک میں نہ پڑے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ، یہی لوگ سچے ہیں۔''

ہدایت کے حصول کا یقینی ذریعہ سورہ عنکبوت آیت 69 میں جہاد فی سبیل اللہ کو قرار دیا گیا۔ ارشاد ہوا ''اور جو لوگ ہمارے راستے میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنے راستوں کی ہدایت دیتے ہیں۔''

جہاد فی سبیل اللہ روز قیامت دردناک عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے۔

سورہ صف آیات 10، 11 میں فرمایا گیا کہ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں بچالے دردناک عذاب سے؟ ایمان لاؤ اللہ پر'' اور اس کے رسول ﷺ پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جان لو۔''

قرآن کے چند مقامات سے جن آیات کا یہاں ذکر ہوا ان میں جہاد فی سبیل اللہ کی اہمیت بیان ہوئی ہے۔ ایک اور مقام پر جہاد فی سبیل اللہ کو قرب الٰہی اور فلاح اُخروی کے حصول کا یقینی ذریعہ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ سورہ مائدہ آیت 35 میں ارشاد ہوا کہ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی نافرمانی سے بچو اور اس کی قربت تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ فلاح پاؤ۔''

اب ہم جہاد فی سبیل اللہ کے مفہوم کو سمجھتے ہیں۔ لفظ ''جہد'' ہم اردو میں بھی استعمال کرتے ہیں جس کے معنی کوشش کرنا ہے۔ اسی سے لفظ جہاد بنا، کشاکش یعنی کوششوں کا باہم ٹکرانا۔ شیطان بندے کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے، بندہ حق پر قائم رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ کوشش کے مقابلے میں کوشش جہاد ہے۔ یہ کوششیں اپنی نوعیت کے حوالے سے مختلف ہوسکتی ہیں۔ جہاد فی سبیل اللہ ایسی کشاکش کو کہتے ہیں جس کا مقصد اللہ کے دین کی سربلندی ہو۔ ایک متفق علیہ حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس لیے جنگ کی تا کہ اللہ کا کلمہ سربلند ہوجائے پس وہ شخص اللہ کی راہ میں جہاد کررہا ہے۔ کوئی اپنی بہادری کے لیے جان دیتا ہے۔ کوئی قوم پرستی کے نام سے جدوجہد کررہا ہوتا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے کوشش ہر مسلمان پر فرض ہے کیونکہ اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کا نفاذ حقوق اللہ میں سے ہے۔ سورہ مائدہ آیت 44 میں ارشاد ہوا کہ ''جو لوگ اللہ کے نازل کردہ کلام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی کافر ہیں۔''

آیت 45 میں فرمایا گیا کہ ''جو لوگ اللہ کے نازل کردہ کلام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی ظالم (یعنی مشرک) ہیں۔''

آیت 47 میں ارشاد ہوا کہ ''جو لوگ اللہ کے نازل کردہ کلام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی فاسق (یعنی باغی) ہیں۔'' مزید برآں، اللہ کے دین کا نفاذ حقوق العباد میں سے بھی ہے کیونکہ عدل وانصاف صرف اور صرف اللہ کے عطا کردہ نظام یعنی نظام خلافت کے قیام سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا بندوں کو ظلم وستم سے بچانے کے لیے عدل کا علمبردار بن کر کھڑا ہونا ہماری ذمہ داری ہے۔ بندوں کی سب سے بڑی خدمت اس کو بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں لانا ہے۔ سورہ نساء آیت 135 میں فرمایا گیا کہ ''اے ایمان والو! کھڑے ہوجاؤ عدل کے علمبردار بن کر گواہ ہوتے ہوئے اللہ کے۔'' کبھی یہ ذمہ داری رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داری تھی۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے سورہ شوریٰ آیت 15 میں رسول اکرم ﷺ سے کہلوایا گیا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل قائم کروں۔ ختم نبوت کے نتیجے میں آج یہ ذمہ داری امت کے کاندھوں پر ہے۔ جہاد کو صرف قتال یعنی جنگ کے معنی دے دیے گئے۔ جہاد ہر مسلمان پر فرض عین ہے لیکن اسے محض قتال سمجھتے ہوئے فرض کفایہ قرار دے دیا گیا اور مسلمانوں کی ہر جنگ کو جہاد فی سبیل اللہ قرار دے دیا گیا جس سے اس مقدس اصطلاح کا تقدس بری طرح مجروح ہوا۔ یہ وہ چند مغالطے ہیں جو زباں زدعام ہیں کیونکہ جہاد فی سبیل اللہ کو قتال کے برابر قرار دے دیا گیا حالانکہ قتال کبھی کبھی ہوتا ہے لیکن جہاد فی سبیل اللہ ایک مستقل عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مغالطوں سے محفوظ رکھے اور جہاد فی سبیل اللہ کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جہاد فی سبیل اللہ کے منازل

اب ہم جہاد فی سبیل اللہ کے منازل پر گفتگو کریں گے۔ جہاد کی پہلی منزل ذاتی زندگی میں اللہ کی کامل بندگی کے لیے جہاد کرنا ہے۔ دوسری منزل اللہ کی بندگی کی دعوت دوسروں تک پہنچانا ہے اور تیسری منزل اللہ کی بندگی کے نظام کو قائم کرنے کے لیے جدوجہد کرنا ہے۔ پہلی منزل پر جہاد کے تین مراحل ہیں۔ پہلا مرحلہ نفس کے خلاف جہاد ہے۔ ترمذی کی روایت کے مطابق حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے خلاف جہاد کرے۔ اللہ کی بندگی کے حوالے سے ایک بڑی رکاوٹ یہ نفس پیدا کرتا ہے۔ سورہ یوسف کی آیت 53 میں ارشاد ہوا کہ اور میں اپنے آپ کو پاک صاف نہیں کہتا کیونکہ نفس تو برائی ہی سکھانے والا ہے سوائے اس کے کہ جس پر میرا رب رحم فرمائے۔ نفس امارہ ہمیں گناہ کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ ہمیں کوشش کرکے اپنے آپ کو بچانا ہے۔ دوسرا

مرحلہ شیطان کے خلاف جہاد ہے۔ ذاتی زندگی میں اللہ کی کامل بندگی کے لیے دوسری بڑی رکاوٹ شیطان ہے۔

سورہ فاطر کی آیت 6 میں قرآن ہمیں متنبہ کرتا ہے کہ ''بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے پس تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو۔''

شیطان ہمارا دشمن ہے لہٰذا وہ ہمیں گناہ کی طرف لے جانا چاہتا ہے جبکہ ہماری کوشش اللہ کی اطاعت پر کاربند رہنا ہے۔ تیسرا مرحلہ بگڑے ہوئے معاشرے کے خلاف جہاد ہے۔ بگڑا ہوا معاشرہ انسان کو دنیا داری کے معاملے مقابلے میں داخل کرتا ہے۔ دنیا میں بندوں کی آزمائش کے لیے چمک دمک رکھی گئی ہے۔ بگڑے ہوئے معاشرے کے لوگ اسی دنیا کے بندے بنتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کے چنگل میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ برے لوگ معاشرے کو برائی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ بندۂ مومن کو خیر کی طرف آنا اور برائی سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔ قرآن سورہ انعام کی آیت 116 میں بتاتا ہے کہ ''اور لوگ جو زمین پر آباد ہیں (گمراہ ہیں) اگر ان کا کہا مان لو گے تو وہ تمہیں اللہ کا راستہ بھلا دیں گے۔''

پہلی منزل پر جہاد کے ذرائع میں پہلا ذریعہ قرآن حکیم ہے۔ سورہ یونس آیت 57 میں فرمایا گیا کہ

''لوگو! تمہارے طرف تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور باطنی بیماریوں کی شفا اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت آ پہنچی ہے۔''

اس آیت میں تمام نفسانی بیماریوں کے لیے شفا، شیطان کے حملوں کا علاج اور غلط معاشرتی رجحانات کا توڑ ہے۔

دوسرا ذریعہ انفاق مال ہے۔ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا تزکیۂ نفس کا اہم ذریعہ ہے۔ سورہ توبہ آیت 103 میں ارشاد ہوا کہ ''(اے نبی ﷺ) ان کے مال میں سے صدقہ لیجیے کہ اس سے آپ ﷺ ان کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہیں۔''

تیسرا ذریعہ بذل نفس ہے یعنی اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے جان کھپانا۔

چوتھا ذریعہ پاکیزہ ماحول سے وابستگی ہے۔ قرآن حکیم میں سورہ توبہ آیت 119 میں کہا گیا کہ ''اے اہل ایمان! اللہ کی نافرمانی سے بچو اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ۔''

جہاد کی دوسری منزل دوسروں کو اللہ کی بندگی کی دعوت دینے کے لیے جہاد ہے۔ جہاد کی دوسری منزل پر تین مراحل درپیش ہوتے ہیں۔ سورہ نحل آیت 125 میں ارشاد ہوا کہ ''(اے نبی ﷺ!) بلایئے اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت سے اور درد بھری نصیحت سے اور ان سے بحث کیجیے عمدہ طریقے سے۔''

اس آیت میں پہلا مرحلہ حکمت کے ذریعے دعوت دینے کی بات ہوئی یعنی دلائل کے ساتھ معاشرے کی ذہین اقلیت کو دین کی طرف متوجہ کرنا۔ جیسے جسم میں دماغ کا وزن بہت تھوڑا ہوتا ہے مگر یہ پورے وجود کو کنٹرول کرتا ہے اسی طرح معاشرے میں غور و فکر کرنے والے کم مگر بہت مؤثر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو دلائل کے ساتھ دعوت پیش کرنی ہے۔ دوسرا مرحلہ موعظۂ حسنہ ہے یعنی درد بھری مؤثر نصیحت کے ذریعے عوام الناس کو غفلت سے نکال کر دین پر عمل کرنے کے لیے آمادہ کرنا۔ عوام کی اکثریت سادہ لوح لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ان کے ذہن فلسفیانہ نہیں ہوتے۔ شاعر نے کہا ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

ان پر درد بھرے وعظ ہی اثر انداز ہوتے ہیں۔ تیسرا مرحلہ مجادلۂ احسن ہے یعنی اعتراضات کرنے، فتنے اٹھانے اور گمراہ کن نظریات کا پرچار کرنے والوں کے ساتھ شائستہ اسلوب سے مباحثہ کرنا۔ کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو نہ مانیں گے اور نہ ماننے دیں گے اور ایسے ایسے اعتراضات اٹھائیں گے کہ جو مان چکے ان کے بھی ذہن خراب ہوں گے۔ جو مان چکے ان کو بچانے کے لیے اور ایسے لوگوں کو بھی دعوت دینے کی ضرورت ہے جو اعتراضات اٹھاتے ہیں۔ کم از کم ان کے فتنوں کا توڑ تو ہو تاکہ جو دعوت قبول کر چکے ان کو محفوظ رکھا جائے اور جو قبول کر سکتے ہیں ان کو اس قسم کے فتنہ پرور اعتراضات سے بچایا جا سکے۔ دوسری منزل پر جہاد کے چند ذرائع ہیں جن میں سب سے پہلے غفلت سے نکالنے، اشکالات دور کرنے اور باطل نظریات کا رد کرنے کے لیے قرآن حکیم ہی ہے۔ مثلاً سورہ فرقان آیت 52 میں فرمایا گیا کہ ''اور اے نبی ﷺ! ان سے جہاد کیجیے اس (قرآن) کے ذریعے بڑا جہاد۔'' یہ مکی دور کی آیت ہے جب قتال کا حکم نہیں آیا تھا۔ مکی دور کا جہاد فتنہ اٹھانے والوں کے رد میں قرآن کے دلائل سے ان کے سامنے بات رکھی جا رہی تھی۔ اسی طرح سورہ مائدہ آیت 67 میں ارشاد ہوا کہ اے رسول ﷺ! پہنچا دیجیے جو کچھ کہ آپ ﷺ کی طرف نازل کیا گیا ہے۔

دوسرا ذریعہ زبان اور قلم یعنی تقریر اور تحریر کے ذریعے دوسروں کو اللہ کی بندگی کی دعوت دینا اور مخالفانہ نظریات کی نفی کرنا۔

تیسرا ذریعہ انفاق مال یعنی دینی تعلیمات کے فروغ کے لیے مختلف امور پر خرچ کرنا۔

چوتھا ذریعہ بذل نفس یعنی دینی تعلیمات سیکھنے اور عام کرنے کے لیے اپنی توانائی خرچ کرنا اور وقت لگانا۔ پانچواں ذریعہ کسی اجتماعیت یا ادارے سے وابستگی کیونکہ اجتماعیت میں رہتے ہوئے دعوت دین کا کام زیادہ مؤثر انداز سے کیا جا سکتا ہے۔

جہاد کی تیسری منزل اللہ کے دین کے غلبے کے لیے جہاد ہے۔ یہ وہ گوشہ ہے جسے آج امت نے فراموش کیا ہوا ہے۔ کبھی یہ فریضہ نبی ﷺ کا تھا اور اب ختم نبوت کے بعد یہ اس امت کا فریضہ ہے۔ تیسری منزل پر جہاد کے لیے بھی تین ہی مراحل ہیں۔ پہلا مرحلہ صبر محض کا ہے۔ جب ہم اس منزل پر کام کریں گے تو باطل نظام اور اس کے مراعات یافتہ طبقے پر ضرب پڑے گی، جس کے نتیجے میں تصادم کا مرحلہ بھی آ سکتا ہے۔ حق کے علمبرداروں کے خلاف باطل نظام سے وابستہ افراد مختلف ہتھکنڈے استعمال کر سکتے ہیں۔ اوّلین دور میں حق کے علمبرداروں کو صبر محض کی پالیسی اختیار کرنی پڑے گی۔ صبر محض کے مرحلے میں ہر طنز و تشدد کے مقابلے میں جوابی اقدام کیے بغیر اپنے موقف پر ڈٹے رہنا ہے۔ مکی دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسی روش کی تلقین کی گئی۔ اس کا حکم سورہ نساء کی آیت 77 میں آیا جہاں فرمایا گیا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھ روکے رکھو۔ مکی دور کے تیرہ برس کے دوران صبر محض کی پالیسی اختیار کی گئی تاکہ نظام باطل کے پاس انقلابی جماعت کو مکمل طور پر کچلنے کا اخلاقی جواز نہ ہو۔ برائی کا جواب برائی سے نہ دے کر خاموش اکثریت کی حمایت حاصل کر کے اپنی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ ساتھیوں کی تربیت کے لیے مہلت لی جا سکے۔ ساتھیوں میں انتقام کا جذبہ پکایا جائے تاکہ آنے والے وقت پر باطل کے خلاف بھرپور وار کیا جا سکے۔ یہ اس پالیسی کی چند حکمتیں ہیں جو آج بھی اتنی ہی اہمیت رکھتی ہیں جتنی دورِ نبوت میں تھی۔ چودہ صدیوں پہلے رسول اللہ ﷺ نے جو انقلاب برپا کیا تھا۔ آج بھی اللہ کے دین کے غلبے کے لیے جدوجہد انہی خطوط پر کرنی ہے۔

تیسری منزل پر جہاد کا دوسرا مرحلہ اقدام ہے یعنی مناسب قوت و اسباب فراہم ہوتے ہی نظام باطل کو چھیڑنا

ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ کے چھ ماہ بعد قریش کی تجارت کے خلاف اقدام فرمایا تھا۔غزوۂ بدر سے پہلے 8 دستے حضور ﷺ نے روانہ فرمائے ان تجارتی روٹس کو بلاک کرنے کے لیے جن پر قریش کے قافلوں کی آمد ورفت ہوتی تھی۔ اسی کے نتیجے میں تیسرا مرحلہ مسلح تصادم کا آتا ہے۔ اقدام کے نتیجے میں نظام باطل کے ردعمل کا پامردی سے مقابلہ کیا گیا۔جہاد فی سبیل اللہ کی اعلیٰ ترین صورت قتال فی سبیل اللہ کا ہے۔یہ مرحلہ غزوۂ بدر سے فتح مکہ تک جاری رہا۔اس موقع پر تیسری منزل پر جہاد کے ذرائع میں سب سے پہلا انفاق مال یعنی جنگی ضروریات کے لیے خوراک، ہتھیار اور دیگر وسائل کے لیے مال خرچ کرنا ہے۔پھر بذل نفس یعنی نقد جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان میں آجانا اور شہادت کی آرزو کے ساتھ مردانہ وار لڑنا یا جنگ کے دوران کوئی بھی ذمہ داری ادا کرنا ہے۔

اور اہم ترین بات یہ کہ ایسی جماعت میں شامل ہونا جو سمع وطاعت کے اصول پر منظم کی گئی ہو۔جب باطل سے ٹکراؤ ہو تو ڈھیلی ڈھالی جماعت نہیں چلے گی۔ایسی جماعت جو اپنے امیر کی کال پر کھڑی ہونے کے لیے تیار ہو جس کے لیے فوجی ڈسپلین درکار ہے۔ترمذی کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے۔'' جماعت اختیار کرو، سنو، اطاعت کرو، ہجرت کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان تقاضوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔دو نکات اور ہمارے سامنے رہنے چاہئیں۔پہلی دو منزلوں کا جہاد اسی وقت جہاد فی سبیل اللہ ہوگا جبکہ تیسری منزل یعنی غلبۂ دین پیش نظر ہو۔کون اللہ کی راہ میں ہے جو اس لیے محنت کر رہا ہے کہ اللہ کا کلمہ سربلند ہو، انفرادی سطح پر بھی، دعوت کے میدان میں بھی اور اس سے آگے بھی۔ باطل نظام کافرانہ، مشرکانہ اور فاسقانہ ہے لہٰذا اس کے تحت زندگی بسر کرنا گناہ ہے۔اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس نظام کو مٹانے اور اس کی جگہ اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد کی جائے۔آج ہم جن مسلمان معاشروں میں رہ رہے ہیں وہاں اللہ کے خلاف بغاوت ہورہی ہے۔ سود کے دھندے بھی جاری ہیں، بے حیائی کا طوفان بھی برپا ہے، غیروں کے قوانین بھی نافذ ہیں۔

جہاد عام ہے اور قتال خاص۔جہاد ہمیشہ ہوگا جبکہ قتال کا معاملہ کبھی کبھی ہوگا۔جہاد کی اعلیٰ ترین صورت قتال ہے۔جہاد ہر مسلمان پر ہر وقت فرض ہے اس تعلق سے ایک حدیث ہمارے سامنے ہے۔ترمذی کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہاد جاری ہے اس وقت سے جب اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا تھا اور یہ جاری رہے گا اس وقت تک جب کہ میری امت کا آخری حصہ دجال سے جنگ کرے گا۔

آج جب ایک امیر کی قیادت میں منظم انقلابی جماعت وجود میں آجائے اور جماعت کے فدائین اپنے سیرت وکردار کا اثر قائم کردیں۔جماعت معاشرے میں دعوت پہنچانے کا حق ادا کردے۔اسباب کے حوالے سے فتح کا غالب امکان محسوس ہو۔متحارب گروہ سے اگر کوئی معاہدہ ہو تو اسے علی الاعلان ختم کردیا ہو۔

سورہ انفال کی آیت 58 میں ارشاد ہوا کہ اور اگر تمہیں کسی قوم سے دغابازی کا خوف ہو تو (ان کا عہد) انہی کی طرف پھینک دو (اور) برابر (کا جواب دو)، کچھ شک نہیں کہ اللہ دغابازوں کو پسند نہیں کرتا۔قریش نے صلح حدیبیہ کا معاہدہ توڑا تو رسول اللہ ﷺ نے بھی معاہدے کے خاتمے کا اعلان فرمایا جس کے بعد فتح مکہ کا اقدام ہوا۔یہ قتال فی سبیل اللہ کی چند شرائط ہیں۔مزید برآں ہمیں اپنے ملک کے حالات کے تناظر میں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ ہر نبی کی سنت سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کا اصل اور اولین میدان اپنا علاقہ ہوتا ہے۔اگر وہاں غلبۂ دین کی جدوجہد ممکن نہ رہے تو ایسی جگہ ہجرت کی جاسکتی ہے جہاں دین کی خدمت کرنا ممکن ہو۔جب قومیں اپنے پیغمبروں کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئیں تب انہوں نے ہجرت کی، جیسے مکے والے جب حضور ﷺ کی جان کے درپے ہوگئے تو آپ ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمائی مگر پھر واپس مکہ مکرمہ آئے تب جزیرہ نمائے عرب پر دین کا غلبہ ہوا۔

قتال فی سبیل اللہ کے ضمن میں مسلم معاشروں میں مشکلات پیش آتی ہیں کیونکہ مقابلہ باطل نظام کے محافظ کلمہ گو مسلمانوں سے ہوتا ہے۔کلمہ گو حکمرانوں سے تصادم کے لیے دو شرائط بیان کی گئی ہیں۔حکمران کھلم کھلا کفر کا نفاذ کررہے ہوں اور مناسب اسباب کی اس حد تک فراہمی کہ فتح کا غالب امکان محسوس ہو۔فی زمانہ یہ خاصا دشوار نظر آتا ہے۔موجودہ دور میں اسباب یعنی ہتھیاروں اور عسکری تربیت کے اعتبار سے حکومت اور عوام میں بہت زیادہ عدم توازن کے باعث حکومت کے ساتھ مسلح تصادم کی صورت میں فتح کا امکان محسوس نہیں ہوتا۔آج حکومت کے پاس اسٹینڈنگ آرمی ہے۔جبکہ عوام اکثر وبیشتر نہتے ہوتے ہیں۔

اس مخصوص تناظر میں ایک متبادل طریقہ کار کی ضرورت ہے۔آج کے دور میں اسلامی انقلاب کا آخری مرحلہ پُرامن اور غیر مسلح منظم احتجاج کے ذریعے طے کیا جاسکتا ہے۔اس احتجاج کے دوران کسی ایسے منکر کے خلاف اٹھنا ہوگا جس کا خلاف شرع ہونا تمام دینی طبقات کے درمیان مسلم ہو۔مثلاً سود حرام ہے جس پر سب کا اتفاق ہے۔حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ سود کے خاتمے کا اعلان کرو۔اسی طرح فحاشی وعریانی کے خاتمے کا مطالبہ کیا جائے۔ایسے منکر کے خلاف اقدام ریاستی اداروں کا پرامن گھیراؤ، دھرنے یا سول نافرمانی کی تحریک کے ذریعے ہوسکتا ہے۔ان پرامن اور منظم مظاہروں کے ذریعے حکومت وقت کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس منکر کا قلع قمع کرکے اللہ کی حدود کو نافذ کرے اور یکے بعد دیگرے منکرات کے خاتمے کا مطالبہ کیا جائے۔اگر لوگ بجلی، گیس، پانی اور withholding tax کے لیے کھڑے ہوسکتے ہیں اور اپنی جماعتوں کے سربراہان اور حاکموں کے لیے کھڑے ہوسکتے ہیں تو انہیں اللہ کی شریعت کے نفاذ کے لیے بھی کھڑا ہونا چاہیے۔اگر حکومت مطالبہ نہیں مانتی تو ان صحابہ کرامؓ کے اسوے پر عمل کیا جائے گا جنہوں نے مکی دور میں ہر قسم کی تکالیف برداشت کیں لیکن کوئی جوابی اقدام نہ کرتے ہوئے اپنے مؤقف پر ڈٹ کر صبر کا مظاہرہ کیا۔ممکنہ نتائج میں پہلا یہ کہ حکومت ان مظاہروں کے نتیجے میں پسپائی اختیار کرے اور منکرات کے خاتمے اور حدود اللہ کے نفاذ کا آغاز کرے۔اس کے برعکس حکومت انقلابی تحریک کو اپنے خلاف انا کا مسئلہ بنالے اور اپنی بقاء اور مفادات کے تحفظ کے لیے تحریک کو مکمل طور پر کچلنے کا فیصلہ کرے۔اس صورت میں ممکن ہے کہ عوام کھڑے ہو جائیں اور حکومت کی آرمڈ فورسز سے وابستہ افراد بھی کہیں کہ یہ لوگ شریعت نافذ کرنا چاہتے ہیں لہٰذا ہم ان پر گولی نہیں چلائیں گے تو حکومت پسپائی اختیار کرنے پر مجبور ہوگی۔اور اگر تحریک کچل بھی دی جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کسی اور کو کھڑا کردے گا کیونکہ یہ کام تو ہونا ہے۔ صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے ''اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا۔پس! میں نے اس کے تمام مشرق و مغرب دیکھ لیے اور میری امت کی حکومت زمین پر وہاں تک پہنچ کر رہے گی جو میرے لیے لپیٹ دی گئی۔'' جہاد فی سبیل اللہ کے اس تصور کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ ہمیں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

Human Conscience in the West is dead; Long Live Savagery…

We all know that the Zionist state of Israel was created and supported by Britain (UK), and later also supported unconditionally by US and European powers. Israel became an 'independent' country in 1948; and the Israeli Jews started massacring Palestinian Muslims and expelling them from their lands, to be occupied for Israel. The details are well-known. However, some very brief extracts of a published report, of 3 January 2016 and published on 8 February 2020, still worth highlighting are:

- The situation in Palestine has been recently described as a Palestinian Holocaust by Palestinian scholar Dr Elias Akleh, exiled from his homeland and now living in the US.
- About 5,100,000 Palestinians killed since 1948; post-1967 excess deaths 0.3 million; post-1967 under-5 infant deaths 0.2 million; 3,600 under-5 year old Occupied Palestinian Territory (OPT) infants die avoidably EACH YEAR in the OPT "Prison" due to Israeli ignoring of the Geneva Convention.
- Professor Noam Chomsky describes the Occupied Palestinian Territory (OPT) as a highly abusive "Prison"; others use the valid term "Concentration Camp" and make parallels with the Warsaw Ghetto; one has to turn to US-guarded Vietnamese hamlets and the Nazi era atrocities to see routine, horrendously violent and deadly military policing of civilian concentration camps.
- Currently there are more than 7 million Palestinian refugees, with 4.2 million Palestinian refugees registered with the UN in the Middle East.
- Israeli Defence Forces (IDF) carry out military operations on a regular basis, causing serious bodily or mental harm.
- Israel engages in forcible transferring of children.

UN publishes names of 112 companies with business ties with Israeli illegal settlements in the occupied West Bank

The OHCHR published the names of 112 companies that have business ties with Israeli illegal settlements in the occupied West Bank. The UN agency said 94 firms are based in Israel and 18 in six other countries.

The list was released Wednesday (12 February 2020) by the United Nations' human rights office (OHCHR).

It identified companies domiciliated in the U.S., France, the Netherlands, Luxembourg, Thailand, and the United Kingdom, including Airbnb, Booking.com, and TripAdvisor Inc., among others.

United States Secretary of State Mike Pompeo, as expected, said Thursday (13 February 2020) the U.S. government would not give any information for a database listing companies operating in the occupied West Bank.

"The United States has long opposed the creation or release of this database," Pompeo said in a statement. "Its publication only confirms the unrelenting anti-Israel bias so prevalent at the United Nations … Attempts to isolate Israel run counter to all of our efforts to build conditions conducive to Israeli-Palestinian negotiations that lead to a comprehensive and enduring peace."

Corporate America in Israel and Illegal Settlements

A spokesman for Michelle Bachelet, the UN High Commissioner for Human Rights, said the report was “not a blacklist” intended to qualify the activities of these companies as illegal.

Yet the publication prompted a Palestinian threat of legal action against the firms and raised concerns that the companies could be targets of boycotts or divestment to pressure Israel over its settlements.

Two leading U.S. senators backed Pompeo’s comments slamming the release for the consequences it could have on the companies, including boycott.

Democratic Senator Ben Cardin and Republican Senator Rob Portman called it an “anti-Israel database, akin to a blacklist, of companies” that made significant U.S. companies, including General Mills and Airbnb, exposed to boycotts.

“The Human Rights Council should use its energy to encourage both Israel and the Palestinians to return to good faith negotiations,” said Cardin. “The United States cannot stand by while American businesses are being pressured by a foreign entity because of their work in Israel, one of our key allies.”

For his part, Israeli Prime Minister Benjamin Netanyahu, as anticipated, said the OHCHR was a “biased and uninfluential body.”

However, what is important is that the Palestinians hailed the long-awaited publication, with Foreign Minister Riyad al-Maliki calling it a “victory for international law.” It is now the obligation of all Muslim states, in particular, to follow-up on this opening of opportunity and start a unified Boycott, Divestment and Sanctions movement (BDS) against Israel. It has also set a precedence for the Muslim states to join ranks and unify to launch a similar BDS movement against India for its brutalities in Occupied Kashmir and the persecution of Muslims by the fascist Modi regime under the guise of the Citizenship (Amendment) Law and the National Citizen Register (NCR). The ball is, literally, in our court now!

Sources: ***Adapted from (i) An article published in the Telesur; (ii) An article by Brig. (r) Dr. Ahsan ur Rahman posted on www.ahsankhanreviews.com***

Note: ***The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article.***

ضرورت رشتہ

☆ اردو سپیکنگ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 29 سال، تعلیم ایف ایس سی، کمپیوٹر کورس، صوم وصلوٰۃ اور شرعی پردہ کی پابند کے لیے دیندار گھرانے سے رشتہ مطلوب ہے۔

برائے رابطہ: 0310-4297033

☆ صادق آباد کے ایک رفیق تنظیم کو اپنی بیٹی، عمر 28 سال، تعلیم بی ایس سی کیمیکل انجینئر کے لیے ہم پلہ دینی مزاج کے حامل برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ صرف والدین رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0303-7773377

دعائے صحت کی اپیل

☆ لاہور وسطی کے سینئر رفیق جناب محمد راشد طویل عرصہ سے فالج کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔

☆ ہارون آباد کے سینئر رفیق جناب نثار شفیق کمر کی شدید تکلیف میں مبتلا ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

اِنّا للہ واِنّا اِلیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ بلوچستان کی مقامی تنظیم کوئٹہ کے رفیق براءت خان وفات پا گئے۔

☆ حلقہ بہاول نگر، ہارون آباد غربی کے ملتزم رفیق جناب محمد وفات پا گئے۔

☆ قرآن اکیڈمی لاہور کے شعبہ مطبوعات کے نگرانِ طباعت محترم مولانا شیخ رحیم الدین کے سسر وفات پا گئے۔

☆ اسلام آباد شمالی کے ملتزم رفیق عزیز الرحمٰن کے سسر وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-5554728

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol. 29 Regd. C.P.L NO. 114 No.08

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore